إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

تاریخہائے اشاعت ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم بر تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی
(۱) عوام سے
(۲) خواص سے
(۳) ہندوستان سے باہر سے
(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۷ ہجری المقدس | جلد ۱۳

تصوف کا خزانہ معرفت و حقائق کا گنجینہ

یعنی

مکتوبات احمدیہ جلد اول

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھبیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسائل تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **پاک سیرۃ** کے آئینہ ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جائے۔ یہ مجموعہ **آب زر** سے لکھنے کے قابل ہے اور موتیوں کے برابر تولنے میں بھی سستا ہے۔ اس کی قیمت صرف ۸؍ فی جلد

دوسری جلد میں حضرت **خلیفۃ المسیح** کے مکتوبات طبع ہوں گے اور بحمد اللہ کہ وہ سامان میرے پاس موجود ہے۔

ترجمۃ القرآن

ای کہ بخبری بخدمت قرآن کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کیلئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جن میں قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنسدان بھی فائدہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے اس وقت تک تین پارے شائع ہو چکے ہیں قیمت ہر سہ [illegible] روپیہ

تفسیر سورہ بقرہ مکمل تین روپیہ چار آنہ

پتہ: تمام درخواستیں یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں

(انوار احمدیہ پریس میں ... شیخ یعقوب علی تراب ... کے اہتمام سے چھپا)

غذائے روح ہے میری وظیفہ نام کا تیرے ٭ تصور ہر گھڑی رہتا ہے دل میں میری جان تیرا
تجھی تو ہے شرف حاصل خدا سے ہمکلامی کا ٭ کہاں سے کوئی لائیگا بھلا طرز بیان تیرا
ترا رتبہ ہے بالا تر تری شان ہے اعلیٰ تر ٭ یہ ماہ آسمان ہے ایک سنگ آستان تیرا
ہر اک موذی کو جس جس کر سزا دی ستمگر نے ٭ اذیت اسکو پہنچی جو ہوا ایذا رسان تیرا

عدو سے تھے جو تیری ہی سکو نگونساری ٭ خدا نے دی تجھی عزت انہیں دی ذلت وخواری
کسیکی آبرو رہ گئی نہ ہوئی تیری عداوت میں ٭ کوئی مرگ عزیزان پر ہو کرتا گریہ وزاری
لگایا دشمنوں نے ناخنوں تک زور المکر ٭ نتیجہ یہ ہوا سبنے اٹھائی ذلت وخواری
مخالف جتنے تھے سب کیفر کردار کو پہنچے ٭ اُسے آزار پہنچا جسنے کی تیری دل آزاری
گرا فالج کسی پر اور کسیکو سانپ نے کاٹا ٭ مرا دیوانہ ہو کر کوئی باصد ذلت وخواری
چراغ الدین کا آخر ہوا ہے گل چراغ ایسا ٭ کہ حسرت اسکے گھر میں کر رہی ہے اب عزاداری
نہ آتھم اور نہ ڈوئی ہے نہ باقی اور کوئی ہے ٭ نہ لیکھو ہے نہ اچھر ہے ہوئے فی النار ناری
وہ لیکھو جو بہت منہ زور تھے کاٹا ٹھری تھا ٭ قضائے اسکے پیٹ پر لگایا اک بہت کاری
تو پھر اس نے خموشی سے جہنم کا لیا رستہ ٭ کہاں ہے بد لگامی اسکی اور شوخی وطراری
بچھو رہینگے اگر یہ بد زبانی تو یقین یہ ہے ٭ چلیگی آریہ کے سر پہ اُسکے اور یہ اک دن آری
نہ چھوڑ ہر طرح رہیگا انکا کچھ باقی زمانہ میں
نہ انکے بعد آئیگا مزا انکے فسانہ میں

ابھی آنکھوں میں انکی کفر کا چھایا اندھیرا ہے ٭ یہ آنکھیں بند جب ہونگی تو دیکھینگے سویرا ہے
قضا نے جسنے تیری شان میں کی کچھ بھی گستاخی ٭ اور اسکے حلق پر خنجر قضا نے آ کے پھیرا ہے
ہو کوئی بال یا ہو لال ورام ہو کہ ہو شردھا ٭ بہت منہ زور و ناہموار انہیں بہت سر پھرا ہے
سمجھتے ہیں کہ ہم ہی سب سے بڑھ کر کچھ سمجھتے ہیں ٭ اسی جہل مرکب کا دلوں میں انکے ڈیرا ہے
یہ زہر جو زبانی میں ہیں مثل سانپ اور اژدر ٭ پلا شک آریہ مذہب بھی گویا اک سپیرا ہے
بظاہر سیدھے سادے دکھنے میں ہیں یہ مگر لیکن ٭ متاع دین و ایمان کیلئے ہر اک لٹیرا ہے
خدا کے روبرو بھی ان کو جانا ضروری ہے ٭ نہیں سوچتے ظالم یہاں سب کے دن بسیرا ہے
نہیں ہے کچھ خوف آتے جاتے نہ انکو ٹوٹتی پھر ہے ٭ تیری دیوار کے سایہ میں جس شخص نے ڈیرا لیا ہے
غلاموں میں تیرے جو ہو گیا داخل ہوا کامل
ہوئی ہر کامیابی دین و دنیا کی اسے حاصل

ذرا یہ دیکھے کوئی آ کے تیرا دربار شاہانہ ٭ کہ کیسے کیسے جا ضر ہیں یہاں دانا و فرزانہ
کوئی ہے غیرت رازی کوئی رشک غزالی ہے ٭ دُر و لعل و جواہر جنکا ہر قول حکیمانہ
عبادت میں کوئی یکتا تو کوئی علم میں کامل ٭ کسی کی وضع سادی اور کسی کی طرز ایمانہ
چھپائی جسمیں کوئی بھی نہیں اسباب کا ہرگز ٭ نشان انمیں کہیں بھی ہیں دکھیں منزہانہ
یہ سب اقبال ہے تیرا کہ ان ہر دو غلامی میں جو عقل و ہوش بیگانہ تو ہمت سے ہو دانا نہ
کوئی عبد شفیق ہے تو ہمت سے یہاں ہر شاہ ٭ کہ کیسی شکل شاہانہ تو سیرت سے فقیرانہ

تیری ہی خوبیوں کی خاک کے خاطر میرے پیارے ٭ وطن چھوڑ ہوئے اکثر پڑے ہیں یاں غریبانہ
تیری تعلیم نے سب کو کیا شیر و شکر باہم ٭ ہیں بھائی بھائی آپس میں نہیں ہے کوئی بیگانہ
رضا حاصل ہو تیری بس یہی سب کی تمنا ہے ٭ ترے قدموں پہ ہر اک قربان مثل پروانہ
بہت سے کر کے ہجرت آ پڑے ہیں تیری قدموں میں ٭ بہت سے اس گھڑی موجود ہیں یاں مہمانانہ
یہاں جو آپڑا ذرہ سے گو ہر بنگیا آخر
جو تھا خرمہرہ ناچیز گوہر بنگیا آخر

مخاطب تم سے اے حضار مجلس اب ہے یہ اکبر ٭ بتاؤ اپنی کیا اصلاح کی ہے احمدی بنکر
بھلا ہے یاد بھی وعدہ کیا تھا وقت بیعت کیا ٭ مقدم تم میں کس کسنے کیا ہے دین کو دنیا پر
یہ دنیا چند روزہ ہے کرو کچھ فکر عقبے بھی ٭ ہے جانا ایکدن سب کو بہ پیش داور محشر
یہ وہ مہدی ہے بھیجا ہے محمد نے سلام اسکو ٭ بھلا رتبہ میں بڑھکر اس سے اب ہوگا کوئی کیونکر
قیامت تک نہ پائیگا کوئی اسکے سوا البا ٭ بٹھا کر اپنی آنکھوں میں بناؤ اسکے دل میں گھر
بھلا دو عشق میں اسکے سبھی دنیا و ما فیہا ٭ کہو اسکے ہر اک ارشاد پر لبیک بڑھ بڑھ کر
نہ بر تھ سمجھائیں کہیں فرہاد و مجنوں عشق میں تم کو ٭ نہ اپنی عاشقی پر ڈال دینا تم کہیں پتھر
دریغ اس پر اگر رکھا کسی نے مال و دولت کو ٭ تو پھر وہ یاد رکھے زیر ہو جائیگا بھر کر اکثر
جو دولت علم کی رکھتے ہیں کیوں خاموش بیٹھے ہیں ٭ مقابل دشمنوں کے وہ دکھائیں علم کے جوہر

ذرا اب مرد بنجاؤ نہ دل میں اپنے گھبراؤ ٭ ڈرو مت بھائیوں سے اور نہ مال و زر کا غم کھاؤ
نہ ایسا وقت پھر پاؤ گے کچھ ہمت دکھاؤ اب ٭ مسیحا زمان کے عاشقو مہدی کے شیداؤ
نمونہ دیکھکر عبد اللطیف با صفا کا بھی ٭ کہیں ایسا نہ ہو حق بات کہنے سے گھبراؤ
مگر یاں نفس کی خاطر کسی سے مت لڑو ہرگز ٭ جو کوئی تمکو گالی دے تو تم خاموش ہو جاؤ
درندہ پن نہیں اچھا کرو تبلیغ نرمی سے ٭ محبت سے بتاؤ اور دلسوزی کی سمجھاؤ
تمہیں دے گالیاں کوئی تو خاموشی ہی بہتر ہے ٭ مگر ہو دین پر حملہ تو پھر تم شیر بن جاؤ
تمہیں علم کلام ایسا سکھایا ہے مسیحا نے ٭ کہ مشکل ہو کسی دشمن کو اب تم زیر ہو جاؤ
اگر مجبور ہو جاؤ تو دیوانے نہ بن جاؤ ٭ دعا کیواسطے خالق کے آگے ہاتھ پھیلاؤ
تمہارا خلق ایسا ہو کہ ہر اک تم پہ شیدا ہو ٭ نمونہ اپنے ہمسایوں کو اپنا نیک دکھلاؤ
رضائے عبدی آخر زمان ہو مقابلہ ہمت ٭ کوئی سختی پڑے آکر تو خاموشی سے سہجاؤ
مسیحا زمان کو گالیاں دیتا ہے گر کوئی ٭ تو اسکی ہیں زبان کا تو نگار مجھکو نام بتلاؤ

خطا سے در گذر کرنا مسیحائے زمان میری ٭ زبان پر آگئے ہیں اب یہ نالے گاہ بیگاہ میری
تجھے سینہ سے لپٹا لوں تجھے آنکھوں میں بٹھلاؤں ٭ پھٹی جاتی ہے چھاتی ضبط سے اے جان جاں میری
گھٹا سے ڈالتا ہے مجھکو یہ ضبط فغان کو ہم ٭ جلا کر ڈالتا ہے مجھکو یہاں سوز نہان میری
جو حالت ہے مرے دل کی بیان کچھ ہو نہیں سکتی ٭ ادا کرنے سے عاجز ہے زبان بیزبان میری
جگر میں درد چہرہ زرد آہ سرد ہے لب پر ٭ خبر بھی ہے تجھے حالت کی اے جان جہان میری

تمنا ہے دلی یہ ہے یہی جانِ تمنا ہے ؛ کہ قربان تیری قدمونپر ہو جان ناتواں میری
یہ سر تجھپر سے بر تر ہے جو کام آئے نہ کچھ تیری ؛ نہ خدمت اس کی ہو تیری تو جلجائے زبان میری
نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا ترا دامن کبھی ہرگز ؛ کوئی چاہے اڑا ہی کیوں نہ ڈالے دھجیاں میری
بلائے قیس کو کوئی ہیں اسکی عاشقی کیجیو ؛ کریگا ہمسری کیونکر بھلا وہ ساربان میری -
کمال عشق کے باعث اثر ہے میرے نالوں میں ؛ کہاں سے کوئی لائیگا یہ تاثیر فغاں میری
بہت سے خوش نوا دل نے مجھی سے بولنا سیکھا ؛ بہت کچھ لے اڑی ہیں بلبلیں طرز فغاں میری
عدو سے تیرے میدان سخن میں کچھ نہوگا وہ ؛ کہاں سے لائیگا تیغ رواں یعنی زباں میری
توجہ ہو اگر تیری تو بن سکتا ہوں میں ہومر ؛ ذرا بھی تو دعا کر دے تو فردوسی بنے اکبر

غضب ہے تیرے عاشق کو اگر ہو ذلت و خواری ؛ تعجب ہے ترا شیدا ہو اور سختی و دشواری
کبھی تو ہو ہی جائے گی توجہ تیری مجھپر بھی ؛ بھلا کب رائگاں جائیگی میری آہ و زاری
نہ دولت پاس ہے میرے نہ کوئی مرتبہ حاصل ؛ بظاہر ہر گھڑی پیش نظر ہے میری لاچاری
عزیز و اقربا مجھسے سبھی اہل وطن روٹھے ؛ دکھائی جسکو غمخوار اب نے کیسی کیسی خونخواری
نہ ہے اعمال کی خوبی نہ ملک و مال کہتا ہوں ؛ گناہوں کی ہے دہشت فکر عقبےٰ خوف دلداری
نہیں ہے ہمدم و مونس کوئی میرا زمانہ میں ؛ میں کس سے کہوں اب تیرے سوا امید غمخواری
شکایت کیا کروں غیروں کے اب ظلم و ستم کا میں ؛ کہ مجھپر بھائیوں نے ہی روا رکھی ستمگاری
غلاموں میں ترے جسدم سے داخل ہوا ہوں میں ؛ بہت کچھ ظاہری اسباب سے مجھکو ہے بیزاری
گناہوں میں رہا مصروف تھی میری یہ نادانی ؛ ترے در پہ اب آ بیٹھا ہے کی ہے یہی ہشیاری
رضامندی تیری کافی ہے ناخوش ہو تو ہو کوئی ؛ نہیں ہوتی ہے اب مجھسے کسی کی ناز برداری
توجہ تو جو فرمائے تو بیڑا پار ہو جائے !! ؛ دعائیں تیری یہ میری دور کر دے سختیاں ساری
تری ادنیٰ توجہ سے میں بنسکتا ہوں اعلیٰ تر ؛ جو تو چاہے تو آساں ہو مری ہر اک دشواری
یہ مانا میں سراسر نا سزا ہوں سخت جاہل ہوں ؟
مگر تیرے غلاموں میں تو آخر میں بھی داخل ہوں

بس اب خاموش اے اکبر کہاں تک یہ غزلخوانی ؛ ہوئی جاتی ہے رفتہ رفتہ تیری نظم طولانی
نہ پانی پانی ہوجائیں کہیں دل سننے والونکے ؛ نہ آتی چاہئے مجلس میں تجھکو ننگ افشانی
جہاں ہیں یعنی دار الامتحان ہے یہ کہاں راحت ؛ کوئی ڈھونڈے تن آسانی تو ہے یہ اسکی نادانی
نہیں دنیائے فانی میں بھروسہ رنج و غم کا کچھ ؛ یہاں کی کلفتیں فانی یہاں کی راحتیں فانی
ذرا کچھ صبر و استقلال کو بھی کام میں لے اکبر ؛ دکھانی چاہیئے اتنی نہ انسانکو پریشانی
ترا آقا کہیں ناخوش نہ ہو ان تیری باتوں سے ؛ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
نہیں حاصل جو دنیا میں خدا دانی تو کیا حاصل ؛ اگر ہو بھی گیا تو رشک فردوسی و خاقانی
نہونگی راحتیں حاصل کبھی بے اتقا اس سے ؛ سمجھتے بھی گئی حاصل جو دولت کی فراوانی
ہر اک رنج و مصیبت کی دوا تو یاد رکھ یہ ہے ؛ امام وقت کی دہلیز ہو اور تیری پیشانی
امام وقت کی کچھ بھی توجہ ہو گئی جسپر ؛ فرشتہ بن گیا تھا وہ اگر غول بیابانی

کلید قفل رحمت ہے اطاعت حق کے مرسل کی ؛ وہی پچھتائیگا جس نے نہ اسکی قدر پہچانی
تجھے اس مجمع احباب میں اب چاہئے کہنا ؛ بہا دایں قوم را یارب غم باد پریشانی

مر آن کاریکہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آن کارنے بادے نہ بارانے

راقم اکبر شاہ خان نجیب آبادی

اشتہار انعامی مبلغ پچاس ۵۰ روپیہ

آج جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب مصنف اختیار الاسلام نے ایک اشتہار اخبار میں درج کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ بہت جلد اس کے اشاعت کی فرمایش کی ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آریہ صاحبان توجہ فرمائیں۔

یہ اشتہار اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے۔ کہ جو کوئی آریہ منش از روئے عقاید مذہبی و دلایل عقلی آریے اور دہریے میں فرق بین کر دکھلاوے تو اس کو فریق ثالث یعنی غیر مذہب والوں کے چند ثقہ آدمیوں کے متفق اقرار اور شہادت حقہ کے بعد فی الفور مبلغ پچاس ۵۰ روپے بطور انعام پیشکش کیا جاویگا۔ اور کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ لیکن ایسے فرق کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ وہ سوامی دیانند سرستی کا عملاً قولاً مقلد ہو اور پکا آریہ* ہو۔ اور برائے نام ہی آریہ نہ ہو۔ بلکہ اعلےٰ درجہ کا قابل نجات آریہ کے اوصاف حمیدہ سے متصف اور بہرہ ور ہو اور ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو سوامی جی کی تعلیم کا اقراری ہو مگر عملاً انکی تعلیم اور دھرم سے رو گردان اور بے ایمان ہو اور ہم رسالہ اختیار الاسلام

---

* کامل آریہ سے مراد وہی ہے جو سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۱ اور ۵۲ پر لکھتے ہیں جنکی عمر چار سو سال کی ہوتی ازبس ضروری ہے گو ہم صرف اعلےٰ درجہ کے آریہ پر ہی اس انعام کو محدود نہیں کرتے بلکہ اگر کامل آریہ آریہ ورت میں مفقود اور کافور ہو تو البتہ دوئم درجہ کا آریہ ہی منظور ہے جو دو سو سال کا ہو گر ادنےٰ درجے کا آریہ جو ہمہ اوصاف حمیدہ سے موصوف نہ ہو اور ۹۰ سال کا بھی نہ ہو وہ ناقص ہو کر ہمارا مخاطب نہیں ہو سکتا۔ منہ

میں تفصیلیں لکھ آتے ہیں کہ مہاتما آریہ کیلئے کون کون سے اعلیٰ روزانہ فرائیض واجب الادا ہیں جنکی ادائیگی کے بغیر کوئی آریہ آریہ نہیں پس ایسے آریوں کو خصوصاً اس امر کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ جس صورت میں مادہ اور ارواح قدیمی ابدی اور انادی ہیں اور انفصال اور اتصال کی قوتیں بھی ان میں قدیم سے ہیں تو پھر حیوانوں اور انسانوں کے مرنے جینے اور دوسرے جنم میں آنا دینے کے معاملے میں پرمیشور کی کیا ضرورت اور حاجت رہی ہے یعنی ارواح میں بقول سوامی دیانند سرسوتی ایک مادے یا جسم سے ملجانے اور الگ ہو جانے کی طاقت قدیمی اور ازلی ابدی ہے جس طرح پودے خاص وقت تک بڑھتے ہیں اور پھیلتے پھولتے ہیں پھر ایک خاص وقت کے بعد ان کے اجزا بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور پودے کی جان ان سے خودبخود قطع تعلق [illegible] ہے تو پھر پرمیشور کے لئے ہونا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ جوڑنے [illegible] کا فعل روح کو از خود کرنا پڑتا ہے اور آریہ صاحبان مانا کرتے [illegible]ہیں کہ مادہ اور روح مع اپنی تمام قوتوں اور استعدادوں کے ازلی ابدی اور قدیمی ہیں ایشور کا کام صرف جوڑنے جاڑنے کا ہے لیکن سوامی جی جوڑنے جاڑنے سے بھی اسے ایک جگہ جواب دے گئے اور ایشور کا ہونا نہ ہونا برابر تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے باب ۹ صفحہ ۲۱۲ و ۳۱۲ میں لکھتے ہیں کہ ارواح میں ہمیشہ ارادہ خواہش اور نفرت محبت اور جوڑنے جاڑنے کی طاقت اور تحریک دلاپ جدائی اور جدا کرنا اور ملانا اور گیان اور فعل وغیرہ کی وہ ساری چوبیس طاقتیں ساتھ رہتی ہیں جو ہم سب انسان عین حیات میں رکھتے ہیں۔ سو جس طرح ہم انفصال اور اتصال کی طاقت رکھتے ہیں اور جو دل میں آتا ہے اسکو عند الطلب و طاقت کر گذرتے ہیں اور ہر ایک سعی اور فعل کا نتیجہ اپنے ہاتھوں سے مہیا کرتے ہیں اسی طرح ارواح میں انسانی جسم کی ساری طاقتیں ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں سو جس طرح ہم محنت استقلال اور جفاکشی سے اعلیٰ مکانوں اور اعلیٰ درجے کے لوگوں کی مجالس اور سوسائیٹی میں شامل ہو سکتے ہیں اور عمدہ گھر لباس اور مایحتاج کو دست بدست کر سکتے ہیں اور جان کا دکھ درد اور جانگداز حادثات اور امراض مہلکہ سے باحتیاط محفوظ رہ سکتے ہیں اسی طرح ارواح اپنے اپنے اعمال جفاکشیوں اور نیک و بدخواست سے بہرہ ور ہوکر ادنیٰ و اعلیٰ انسانی یا حیوانی جامہ پہن لیتے ہیں اور ادنیٰ و اعلیٰ مکانوں میں حسب مراتب و طاقت۔

تدرت۔ جاگتے ہیں کیونکہ روح آزاد ہے اور مرنے کے بعد اپنے اعمال کے لحاظ سے وہاں تک پرواز کر سکتی ہے جہانتک نیک اعمال کا زادراہ اور توشہ باندھ اسکی دستگیری کرتا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر کرنا کہ پرمیشور کا ان میں واسطہ ہوتا ہے وہ بے معنی ہے یعنی جس طرح زید محنت مزدوری کرکے اپنی کمائی سے اپنے تئیں پالتا ہے اور درخت زمین سے رس خودبخود چوس کر اپنا نشو و نما حاصل کرتا ہے پھر اس میں "ثالث" کا کیا ذکر ہوا ہر ایک اپنے کئے کا پھل پاتا ہے پرمیشور کی اس میں کونسی کرپا ہے اگر کوئی چار آنے کماتا ہے تو اپنی محنت سے اگر کوئی امتحان پاس کرتا ہے تو اپنی محنت سے اگر کوئی امیر بنتا ہے تو اپنی محنت سے کیونکہ پرمیشو بغیر محنت کے حبہ تک دینے کا روادار نہیں اگر پہلوان مضبوط ہوتا ہے تو اپنی ورزش اور محنت سے اگر کوئی روح ایک جسم سے الگ ہوتی ہے اور دوسرے جسم میں نفوذ کرتی ہے تو اپنی محنت وکہ ور و ازلی ابدی قوی یعنی انفصال اور اتصال طاقتوں اور وسائل سے پھر ان تمام صورتوں کو یکجائی طور پر دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اور وہ بقول آریہ خودبخود ہو رہا ہے اب ہمیں کوئی سمجھائے کہ اس میں ایشور نے کونسی کرپا کی ہے کیونکہ ہر نعمت اور تنگی ترشی سیاہی سفیدی بقول سوامی ہمارے اعمال پر منحصر ہے پس ہمارے خیال میں آتا ہے کہ آریہ صاحب اور ناستک خاتب (دہریہ) میں چنداں کوئی تفرقہ نہیں۔ بعض روحوں میں غربت امارت بیماری کے ازلی گن ہیں پھر تناسخ کہاں رہا۔

مدرسۃ الالہیات کانپور

کے متعلق ہمعصر وکیل لکھتا ہے کہ اس مدرسہ کے افتتاح کا جب انتظام ہوا تھا تو اس مفید علمی انسٹیٹیوٹ کے قیام پر ہم نے نہایت مسرت ظاہر کی تھی۔ اور بار ہا وکیل میں اسکا ذکر کیا گیا تھا۔ ۱۲ جون کے اخبار میں ہمنے بعض باتیں منتظمان مدرسہ سے دریافت کی تھیں ان بزرگوں کی طرف سے تو ہم کو کوئی جواب نہ ملا۔ لیکن ایک نامہ نگار صاحب نے جنکا نام محمد یحییٰ ہے۔ کانپور محلہ ٹپکاپور سے ہمارے پاس ایک خط بھیجا ہے جس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں "مدرسہ الہیات کانپور کی بابت جو صاحب دریافت فرماتے ہیں انکو اس تحریر سے معلوم کرنا چاہیے کہ امدادات کی امید نہ رکھیں اور نہ شاید ہی جواب پائیں۔ اراکین مدرسہ کام سے ناواقف مگر نادان دوست کے مصداق ہیں عربی مدرس ایک شخص واجد معمولی لیاقت کا ذی عزت تجربہ کار طلبا بوجہ عدم تعلیم [illegible] مدرسے کے مدرس ہیں انگریزی [illegible] ہو گیا تو خیر ورنہ مستقل مفقود۔ اصلی حالت یہ ہے اگر قوم [illegible] پوری کرے یا جو [illegible] و بوجہ کثیر وظائف معیم۔ تعداد ساتھ یا نو [illegible]

میں تنقیص لکھ آتے ہیں کہ جہاں آریہ کیلئے کون کون سے اعلیٰ
روزانہ فرائض واجب الادا ہیں جنکی ادائیگی کے بغیر کوئی آریہ آریہ
نہیں پس ایسے آدمیوں کو خصوصاً اس امر کا خیال ضرور رکھنا چاہئیے
کہ جس صورت میں مادہ اور ارواح قدیمی ابدی اور انادی ہیں اور
انفصال اور اتصال کی قوتیں بھی اُن میں قدیم سے ہیں تو پھر حیوانوں
اور انسانوں کے مرنے جینے اور دوسرے جنم میں آنے کے معاملے
میں پرمیشور کی کیا ضرورت اور حاجت رہی ؟ یعنی ارواح میں بقول
سوامی دیانند سرسوتی ایک مادے یا جسم سے ملجانے اور الگ ہو
جانے کی طاقت قدیمی اور ازلی ابدی ہے جس طرح پودے خاص
وقت تک بڑھتے ہیں اور پھیلتے پھولتے ہیں پھر ایک خاص وقت
کے بعد اُن کے اجزا بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور پودے کی جان اُن
سے خود بخود قطع تعلق کر تی جاتی ہے تو پھر پرمیشور کے نئے ہونا نہ ہونا
برابر ہے کیونکہ جوڑنے جاڑنے کا فعل روح کو از خود کرنا پڑتا ہے اور
آریہ صاحبان مانا کرتے ہیں کہ مادہ اور روح بمع اپنی تمام قوتوں اور
استعدادوں کے ازلی ابدی اور قدیمی ہیں ایشور کا کام صرف جوڑنے
جاڑنے کا ہے لیکن سوامی جی جوڑنے جاڑنے سے بھی اُسے ایک جگہ
جواب دے گئے اور ایشور کا ہونا نہ ہونا برابر تسلیم کر رہے ہیں چنانچہ
سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے باب ۹ صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۲
میں لکھتے ہیں کہ ارواح میں ہمیشہ ارادہ خواہش اور نفرت محبت اور
جوڑنے جاڑنے کی طاقت اور تحریک وملاپ جدائی اور جدا کرنا اور
ملانا اور گیان اور فعل وغیرہ کی وہ ساری چوبیس ۲۴ طاقتیں ساتھ
رہتی ہیں جو ہم سب انسان عین حیات میں رکھتے ہیں سو جس طرح ہم
انفصال اور اتصال کی طاقت رکھتے ہیں اور جو دل میں آتا ہے
اُسکو عندالطلب وطاقت کر گذرتے ہیں اور ہر ایک سعی اور فعل کا
نتیجہ اپنے ہاتھوں سے مہیا کرتے ہیں اسی طرح ارواح میں انسانی
جسم کی ساری طاقتیں ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں سو جس طرح ہم محنت
استقلال اور جفاکشی سے اعلیٰ مکانوں اور اعلیٰ درجے کے لوگوں
کی مجالس اور سوسائٹی میں شامل ہو سکتے ہیں اور عمدہ گھر لباس اور
مایحتاج کو دست بدست کر سکتے ہیں اور جان کا دکھ درد اور
جانگداز حادثات اور امراض مہلکہ سے باحتیاط محفوظ رہ سکتے
ہیں اسی طرح ارواح اپنے اپنے اعمال جفاکشیوں اور نیک
وبد تجربات سے بہرہ ور ہو کر ادنیٰ و اعلیٰ انسانی یا حیوانی جامہ
پہن لیتے ہیں اور ادنیٰ و اعلیٰ مکانوں میں حسب مراتب وطاقت
قدرت جا گھستے ہیں کیونکہ روح آزاد ہے اور مرنے کے بعد اپنے
اعمال کے لحاظ سے وہاں تک پرواز کر سکتی ہے جہاں تک نیک
اعمال کا زادراہ اور قوت بازو اُسکی دستگیری کرتا ہے۔ پھر اس بات
کا ذکر کرنا کہ پرمیشور کا ان میں واسطہ ہوتا ہے وہ بے معنی ہے یعنی جس
طرح زید محنت مزدوری کر کے اپنی کمائی سے اپنے تئیں پالتا ہے اور
درخت زمین سے رس خود بخود چوس کر اپنا نشوونما حاصل کرتا ہے
پھر اس میں ثالث کا کیا ذکر ہے ہر ایک اپنے کئے کا پھل پاتا ہے
پرمیشور کی اس میں کونسی کرپا ہے اگر کوئی چار آنے کماتا ہے تو اپنی محنت
سے اگر کوئی امتحان پاس کرتا ہے تو اپنی محنت سے اگر کوئی امیر بنتا ہے
تو اپنی محنت سے کیونکہ پرمیشور بغیر محنت کے حبہ تک دینے کا
روادار نہیں اگر پہلوان مضبوط ہوتا ہے تو اپنی ورزش اور محنت سے
اگر کوئی روح ایک جسم سے الگ ہوتی ہے اور دوسرے جسم میں
نفوذ کرتی ہے تو اپنی محنت وبوجہ دو ازلی ابدی قوی یعنی انفصال
اور اتصال طاقتوں اور وسائل سے پھر ان تمام صورتوں کو یکجائی
طور پر دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اور وہ بقول
آریہ خود بخود ہو رہا ہے اب ہمیں کوئی سمجھائے کہ اس میں ایشور نے کونسی
کرپا کی ہے کیونکہ ہر نعمت اور تنگی ترشی سیاہی سفیدی بقول سوامی
ہمارے اعمال پر منحصر ہے پس ہمارے خیال میں آتا ہے کہ آریہ صاحب
اور نانک خدائے (دہریہ) میں چنداں کوئی تفرقہ نہیں۔ بعض
روحوں میں غربت امارت بیماری کے ازلی گن ہیں پھر تناسخ کہاں
رہا۔

مدرسہ الہیات کانپور

کے متعلق ہمعصر وکیل لکھتا ہے کہ اس مدرسہ کے افتتاح کا جب
انتظام ہوا تھا تو اس مفید علمی انسٹیٹیوٹ کے قیام پر ہم نے نہایت
مسرت ظاہر کی تھی۔ اور بارہا وکیل میں اسکا ذکر کیا گیا تھا۔ ۱۲ ؍جون
کے اخبار میں ہمنے بعض باتیں منتظمان مدرسہ سے دریافت کی تھیں
ان بزرگوں کی طرف سے تو ہم کو کوئی جواب نہ ملا۔ لیکن ایک نامہ نگار
صاحب نے جنکا نام محمد یحییٰ ارم ہے۔ کانپور محلہ ٹپکاپور سے ہمارے پاس
ایک خط بھیجا ہے جس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں "مدرسہ
الہیات کانپور کی بابت جو صاحب دریافت فرماتے ہیں اُنکو اس تحریر سے معلوم کرنا چاہئیے
کہ اصلاحات کی امید نہیں اور شاید ہی جواب پائیں۔ اراکین مدرسہ کام سے ناواقف مگر
ناداں دوست کے مصداق ہیں عربی مدرس ایک شخص واحد معمولی لیاقت کے ذی علم ناتجربہ کار طلبا بوجہ

دھرمپال آریوں کی نظر میں

ایک آریہ نے لاہور کے مشہور دھرم اخبار عام میں دھرمپال آریہ کی نسبت جو مضمون چھپایا ہے وہ مناسب اختصار و اقتباس کے بعد ہدیۂ ناظرین ہے۔ اس مضمون نگار کے الفاظ اور نفس مضمون کو اس اقتباس میں مطلق نہیں بگڑنے دیا۔ صرف غیر ضروری اور مترادف فقرات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جو گالی وہی زبان بگڑی جڑ یا مہنہ وہن بگڑا
ہمارا کیا ہوا نقصان تمہارا ہی دہن بگڑا

منشی عبد الغفور بی اے عرف دھرمپال نے جب سے مذہبی چولا بدلکر آریہ سماج کی شرن لی ہے انکے قلم سے آریہ سماج میں وہ طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا ہے کہ جس سے ہر کہ و مہ آریہ سماج کے عالیشان ممبروں پر حرف گیری کرنے کا مستحق ہو گیا ہے۔ کیونکہ رسالہ اندر نے ہجو سنیاس۔ طوفان وغیرہ مضامین کی منزیوں سے آریہ سماج میں سخت ہلچل ڈال دی ہے۔ ایک جگہ اگر ڈاکٹر بھارت دواج کی عزت پر حملہ کیا ہے تو گور گورو کل جہاتما منشی رام اور کالج کے پرنسپل لالہ ہنسراج کی بھی دال دار چپاتیاں بناتے ہوئے خبر لے ڈالی ہے حتی کہ ابھی تک نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ آپ اپنے رسالہ اور اخبار میں اور کیا کیا گوہر افشانی کیا چاہتے ہیں۔ آریہ سماج کے لائق ممبروں نے اگرچہ ایک فیصلہ ناطق میں یہ امر قرار دیدیا ہے کہ عرف دھرمپال کے وہ تمام الزامات جو انہوں نے آریہ سماج کے برگزیدہ ممبروں پر عاید کئے ہیں سرتا پا غلط ہیں مگر تعجب اور [illegible] کا ہے کہ سانہ دھرمپال سے ابھی تک ایک بھی آریہ سماجی سبھا سد کو ایسا لکھنے کا نوٹس لینے کی جرأت کیوں نہیں ہوئی۔ اس اگر کہا جائے کہ رسالہ اندر جو کچھ لکھتا ہے سرتا پا درست ہے تو پھر شک نہیں کہ کلھری کا یہ ڈنگ فرد کوئی نیا گل کھلائیگا ممکن ہے کہ سابق عبد الغفور حال دھرمپال جب آریہ سماج کو بھی اپنے قابل نہ سمجھیں تو تحقیق مذہب میں کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیں لیکن یہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ تمام سماجی برادری کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکنا شروع کر دیں کیونکہ گالیاں نکالنے اور غیر موزوں طور پر کسی کے نام کو بدنام کرنے سے مذکورہ بالا شعر ٹھیک صادق آتا ہے۔ امید کہ آریہ گزٹ بھی اس مضمون سے ہوش کے ناخن لیگا ورنہ اس کو اختیار ہے (درگا داس آریہ)“

دھرمپال کی نسبت آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے جو ریزولیوشن پاس کئے ہیں وہ اور اور تفصیلی حالات بھی انشاء اللہ تعالےٰ اگلی کسی اشاعت میں ناظرین ہوں گے۔

مسز اینی بسنٹ
اور
ہندو

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسز اینی بسنٹ نے ہندوں اور ہندوں کے مذہبی لٹریچر اور ویدانت کی حمایت اور خدمت گذاری میں اپنا خون پانی ایک کر رکھا ہے جہانتک غور کیا گیا ہے ہندو بھی اپنی اس محسن کی تعظیم و توقیر کرتے رہے ہیں لیکن اب آجکل کی ہوا کا تحرک بتاتا ہے کہ یا تو ہندو بدظنی کی قابل نفرین خطا میں گرفتار ہیں یا مسز اینی بسنٹ سے دہوکہ دہی کے موجب شرم الزام کا ارتکاب ہوا ہے۔ چنانچہ ثبوت کیلئے ملاحظہ ہوں ایک ہندو اخبار کے الفاظ۔ وہ لکھتا ہے کہ ”ہندو کالج کی قائمی سے کچھ عرصہ پہلے سے بسنت جی نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا رکھا ہے لیکن کلکتہ نہیں۔ کیونکہ اب بھی آپ سالانہ یا ہر دوسرے سال ولائیت جاتی ہیں اور وہاں کی مرغوب سرد ہوا کو زیادہ تر پسند کرتی ہیں۔ آپ اس وقت مجلس تھیوسوفیکل کی پریزیڈنٹ ہیں ہندوستان میں آپ ہمیشہ ہندوؤں کے راگ گاتی ہیں۔ اور اپنے آپ کو ہندو قوم کا خیر خواہ اور ممد ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن جب ولائیت جاتی ہیں تو وہی اپنی اصلی رنگت اختیار کر لیتی ہیں چنانچہ گذشتہ موقع پر جب آپ ولائیت تشریف لیگئی تھیں تو آپنے وہاں پر ہندو کالج کے متعلق ایک تقریر فرمائی تھی اس تقریر میں آپنے فرمایا تھا کہ ہندو کالج کے اندر در اصل عیسائی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے۔ کیا اسی بر تہ پر تماپانی کی مصداق ہندو کالج بنارس کو ہندو قومی کالج بیان کیا جاتا ہے۔ آپکے پیرو اب اس تقریر پر پردہ پوشی کر رہے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مائی صاحبہ نے عیسائی کالجوں کا ذکر کیا تھا۔ لیکن جب تقریر ہندو کالج کے متعلق تھی تو ہم اس قیاس کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ہندو کالج کا ذکر کرتے ہوئے مشن کالجوں کے طریق تعلیم کے بیان کرنیکی ضرورت تھی۔ اب مائی صاحبہ یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہیں اس میں بھی ان کو اپنا اُلو سیدھا کرنا منظور ہے۔ پس ہم اپنے ہندو بھائیوں کو ابھی سے آگاہ کرتے ہیں کہ وہ ہشیار رہیں“

مسز الکس نے اپنا قیمتی مضمون الحکم میں شائع ہونیکیلئے مرحمت فرمایا ہے جو درج ذیل ہے یہ وہ مضمون ہے جو انہوں نے جلسۂ مستورات احمدیہ میں سنایا تھا۔ انہوں نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ اگر زنانہ اسکول کے انتظامات اور اہم ذمہ واریوں سے انکو مہلت مل سکی تو وہ حضرت امیر المومنین کے کلمات طیبات جو وہ عورتوں کو قرآن شریف پڑہاتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں لکھکر الحکم میں اندراج کیلئے مرحمت فرمایا کرینگی۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

دھرمپال آریونکی نظر میں

ایک آریہ نے لاہور کے مشہور و معروف اخبار عام میں نکتون آریہ کی نسبت جو مضمون چھپوایا ہے وہ مناسب اختصار و اقتباس کے بعد ہدیہ ناظرین ہے۔ آریہ مضمون نگار کے ارشادات اور نفس مضمون کو اس اقتباس میں مطلق نہیں بگاڑا گیا۔ صرف غیر ضروری اور مترادف فقرات کو حذف کردیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جو گالی دی زباں بگڑی جو ٹھہرایا ہمیں دمن بگڑا
ہمارا کیا ہوا نقصان تمہارا ہی دھرم بگڑا

منشی عبد الغفور بی اے۔ عرف مہاتما دھرمپال نے جب سے مذہبی چولا بدلکر آریہ سماج کی شرن لی ہے انکے قلم سے آریہ سماج میں وہ طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا ہے کہ جس سے ہر کہ ومہ آریہ سماج کے عالیشان ممبروں پر حرف گیری کرنے کا مستحق ہو گیا ہے۔ کیونکہ رسالہ اندر نے مجیہ پال۔ طوفان وغیرہ مضامین کی تحریروں سے آریہ سماج میں سخت ہلچل ڈال دی ہے۔ ایک جگہ اگر ڈاکٹر بھارت دواج کی عزت پر حملہ کیا ہے تو گورو فر گوروکل مہاتما منشی رام اور کالج کے پرنسپل لالہ ہنسراج کی بھی والدہ رچھیا اتارتے ہوئے خبر لے ڈالی ہے حتی کہ ابھی تک نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ آپ اپنے رسالہ ور اخبار میں اور کیا کیا گوہر افشانی کیا چاہتے ہیں۔ آریہ سماج کے لائق ممبروں نے اگرچہ ایک فیصلہ ناطق میں یہ امر قرار دیدیا ہے کہ عرف دھرمپال کے وہ تمام الزامات جو انہوں نے آریہ سماج کے برگزیدہ ممبروں پر عاید کئے ہیں سرتا پا غلط ہیں مگر تعجب اور اندھیر اس بات کا ہے کہ مہاشہ دھرمپال سے ابھی تک ایک بھی آریہ سماجی سبھا سد کو ایسا لکھنے کا نوٹس لینے کی جرأت کیوں نہیں ہوتی اس اگر یہ کہا جائے کہ رسالہ اندر جو کچھ نکلتا ہے سرتاپا درست ہے تو پھر شک نہیں کہ گھر کا یہ جنگ ضرور کوئی نیا گل کھلائیگا ممکن ہو کہ سابق عبد الغفور حال دھرمپال جب آریہ سماج کو بھی اپنے قابل نہ سمجھیں تو تحقیق مذہب میں کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیں لیکن یہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ تمام سماجی برادری کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکنا شروع کردیں کیونکہ گالیاں نکالنے اور غیر موزوں طور پر کسی کے نام کو بدنام کرنے سے مذکورہ بالا شعر ٹھیک صادق آتا ہے۔ امید کہ آریہ گزٹ بھی اس مضمون سے ہوش کے ناخن لیگا ورنہ اس کو اختیار ہے (درگا داس آریہ)''

دھرمپال کی نسبت آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے جو ریزولیوشن پاس کئے ہیں وہ اور اور تفصیلی حالات بھی انشاء اللہ تعالے الحکم کی اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہوں گے۔

مسز اینی بسنٹ
اور
ہندو

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسز اینی بسنٹ نے ہندوؤں اور ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر اور ویدانت کی حمایت اور خدمت گذاری میں اپنا خون پانی ایک کر رکھا ہے جہانتک غور کیا گیا ہے ہندو بھی اپنی اس محسنہ کی تعظیم و توقیر کرتے رہے ہیں لیکن اب آجکل کی ہوا کا تحرک بتاتا ہے کہ یا تو ہندو بدظنی کی قابل نفرین خطا میں گرفتار ہیں یا مسز اینی بسنٹ سے دھوکہ دہی کے موجب شرم الزام کا ارتکاب ہوا ہے۔ چنانچہ ثبوت کیلئے ملاحظہ ہوں ایک ہندو اخبار کے الفاظ۔ وہ لکھتا ہے کہ "ہندو کالج کی قائمی سے کچھ عرصہ پہلے سے بسنت جی نے ہندوستان کو ایک گونہ اپنا گھر بنا رکھا ہے لیکن کالکتہ نہیں۔ کیونکہ اب بھی آپ سالانہ یا ہر دوسرے سال ولائیت جاتی ہیں اور وہاں کی مرغوب سرد ہوا کو زیادہ تر پسند کرتی ہیں۔ آپ اس وقت مجلس تھیوسوفیکل کی پریزیڈنٹ ہیں ہندوستان میں آپ ہمیشہ ہندوؤں کے راگ گاتی ہیں۔ اور اپنے آپ کو ہندو قوم کا خیر خواہ اور ہمدرد ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن جب ولائیت جاتی ہیں تو وہی اپنی اصلی رنگت اختیار کر لیتی ہیں چنانچہ گذشتہ موقع پر جب آپ ولایت تشریف لیگئی تھیں تو آپنے وہاں پر ہندو کالج کے متعلق ایک تقریر فرمائی تھی اس تقریر میں آپنے فرمایا تھا کہ ہندو کالج کے اندر دراصل عیسائی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے۔ کیا اسی برتے پر تتا پانی کی مصداق ہندو کالج بنارس کو ہندو قومی کالج بیان کیا جاتا ہے۔ آپکے پیرو اب اس تقریر پر پردہ پوشی کر رہے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مائی صاحبہ نے عیسائی کالجوں کا ذکر کیا تھا۔ لیکن جب تقریر ہندو کالج کے متعلق تھی تو ہم اس قیاس کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ہندو کالج کا ذکر کرتے ہوئے مشن کالجوں کے طریق تعلیم کے بیان کرنیکی ضرورت تھی۔ اب مائی صاحبہ یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہیں اس میں بھی انکو اپنا الو سیدھا کرنا منظور ہے۔ پس ہم اپنے ہندو بھائیوں کو ابھی سے آگاہ کرتے ہیں کہ ہوشیار رہیں''

مسز الکس نے اپنا قیمتی مضمون الحکم میں شایع ہونیکیلئے مرحمت فرمایا ہے جو درج ذیل ہے یہ وہ مضمون ہے جو انہوں نے جلسۂ مستورات احمدیہ میں سنایا تھا۔ انہوں نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ اگر زنانہ اسکول کی انتظامات اور اہم ذمہ داریوں سے انکو مہلت مل سکی تو وہ حضرت امیر المومنین کے کلمات طیبات جو وہ عورتوں کو قرآن شریف پڑھاتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں لکھکر الحکم میں اندراج کیلئے مرحمت فرمایا کرینگی۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

ہماری ذمہ واریاں

انسان کی بناوٹ پر جب غور کیا جاتا ہے تو یہ بات واضح طور سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہ ہستی ایک ذمہ دار ہستی ہے ہم حیوان نہیں کہ ہمارا کام صرف کہانا پینا اور سونا ہی ہو بلکہ ہمیں اس دنیا میں آکر کچھ اور کام بھی کرنا ہے عورتیں خواہ کیسی ناقص العقل اور ناقص الدین سمجھی جائیں مگر تاہم یہ سب کو مسلم ہے کہ عورت بھی انسان ہی ہے انسان ایک معجون مرکب ہے ہمت کرے تو فرشتوں سے بڑھ جائے غفلت کرے تو حیوانوں سے بھی بدتر ڈارون صاحب کا خیال ہے کہ انسان پہلے بندر تھا یہ تو صحیح نہیں مگر اس بات کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں کہ انسان میں اگر انسانیت کے جوہر نہ ہوں تو وہ بندر سے بھی برا ہے صرف شکل وصورت انسان کی رہ جاتی ہے اور وہ بندر کی بھی ہوتی ہے پس اے میری پیاری بہنو! میری عرض تو آپ کی آپکی خدمت میں یہ ہے اگر ہم انسان ہیں تو چاہئے کہ اپنی ذمہ واریاں پہچانیں خدا تعالےٰ نے جیسے قوئے مردوں کو دیئے ہیں ویسے عورتوں کو بھی دیئے ہیں اگر مردوں میں بعض آسمانِ شہرت کے آفتاب ہیں تو عورتیں بھی فلکِ عصمت کی مہتاب ہیں جیسے نظامِ عالم آفتاب ومہتاب دونوں سے چلتا ہے ایسے ہی یہ انتظام بھی مرد وعورت دونوں کی متحدانہ کوشش اور متفقانہ سعی سے چلیگا۔ گاڑی ایک پیئے سے نہیں چلتی تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ ہماری ترقی صرف مردوں کی کوشش سے ہو سکے جب تک ہم دونو فریق ملکر نہ زور لگائیں گے کبھی منزل مقصود کو نہ پہنچیں گے خدا جلشانہ اپنی جنس سے انسان کو ایک خاص انس ہوتا ہے اس لئے یا یہ امر واقعی ہے مجھے تو عورتیں بعض باتیں مردوں سے بڑھکر نظر آتی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ہمارا دل بہت نازک اور نرم بنایا ہے تا ظاہر ہو کہ ہم کس بات کو بہت جلد محسوس کرنے والی ہیں اور جیسے ایڑی سے آنکھ زیادہ قابل قدر وقیمتی ہے اسی طرح ہم نوع انسان میں بہت گران قیمت اور سر ماتھے پر بٹھانے کے قابل ہیں! معزز بہنو! یہ خودستائی اس وقت اچھی لگتی ہو کہ ہم اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح سمجھیں اور انکی تعمیل کریں؟ خدا تعالےٰ نے عورتوں کیلئے بہت سی ذمہ داریاں رکھی ہیں تربیت اولاد ہی ایک ایسا وسیع کام ہے کہ اس کے کرنیکے لئے بہت سے علم بہت سی محنت کی ضرورت ہے دنیا میں کئی نامور مرد ہوئے ہیں؟ اور ہوں گے؟ مگر ان کی ساری لیاقت ساری ناموری کی جڑ۔ ماں کی تربیت ہے پس جب تک ہم اچھی مائیں اچھی بہنیں اچھی بیویاں نہ بنیںگی تب تک قوم کی ترقی محال بلکہ ناممکن ہے پیاری بہنو! خدا تعالےٰ نے سارے جہان کی عورتوں میں سے سلسلہ احمدیہ کی بیبیوں کو دینی خدمت کیلئے چن لیا ہے پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنے مولا کریم کی فرمانبرداری کا نمونہ دکھلائیں جیسا کہ ہمارے سردار و آقا مسیح علیہ السلام (فداہٗ روحی) نے دکھلایا تا ان فضلوں وانعاموں کی وارث ہم بھی ہوجائیں جس کا وعدہ اس قادر قیوم خدا نے اپنے نبی کی زبان پر فرمایا پھر سلسلہ احمدیہ کی مستورات میں سے قادیان کی رہنے والیاں بیبیاں زیادہ ذمہ وار ہیں کیونکہ یہ دار الامان بفضلِ خدا مرکز اسلام ہے اور تمام قوم کا مصدر ہے باہر کے رہنے والے لوگ یہاں کا نمونہ پکڑتے ہیں پس ہم بہت ہی نازک حالت میں ہیں ہمیں چاہئے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھیں بجائے اس کے کہ ادہر ادھر کی باتوں میں وقت کا بہت سا حصہ گذاریں ہمارا فرض ہے کہ علمی مشاغل میں گذاریں اپنی اولاد بھائیوں کی ایسی تربیت کریں کہ باہر کی رہنے والی عورتوں پر خاص اثر ہو جو یہاں آئے نئی نئی ذمہ واریاں محسوس کرکے جائے چونکہ ہر ایک کام ترغیب وتحریک سے ہوتا ہے اس لئے میری تجویز سے یہاں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس میں اس قسم کی تجویزیں سوچی جاتی ہیں جو ہماری بہتری وبہبودی کے لئے ضروری ہیں میں چاہتی ہوں کہ باہر کی بہنیں بھی اس میں شامل ہوں کچھ ضروری نہیں کہ سب لکھی پڑھی ہوں صحابہ کرام کی ساری عورتیں لکھی پڑھی نہ تھیں علم کے معنی تو جاننے کے ہیں پس کچھ جاننا ہی علم کہلاتا ہے پس ہر ایک دیندار بہن کا فرض ہے کہ وہ اپنی بہتری کیلئے مقدور بھر کوشش کرے مردوں نے اپنی کوشش سے اتنا کچھ بنایا اب سوال تو یہ ہے کہ ہم نے کیا کچھ بنایا کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم بھی اپنے صنف کی ترقی کیلئے کوشش کریں فقط

خاکسار

خادمہ اہلیہ اکمل از قادیان

انشاء جدید کے ریویو میں آپنے اپنے نیازمند مخلص کو بھی یاد فرمایا ہے تفصیلی حالات کو کسی ضرورت کے مقدور ملتوی رکھکر مجھے اتنی سی بات صرف آپکے کہنے کیوجہ سے ناظرین کے نوٹس میں لانا پڑی ہے کہ مولوی بیقی صاحب نے مجھ سے معافی چاہی ہر اور اپنے انتخاب انتباس

پرافسوس ظاہر کیا ہے اور آئندہ ایڈیشن میں
ان فقرات کو نکال دینے کا وعدہ کیا ہے
قادیانی سے مراد قادیان کی ہے ۔

خاکسار اکمل

ریویو

تعلیم الاسلام

مشتمل آریہ دھرمپال کے رسالہ تہذیب
الاسلام کا دنداں شکن جواب ہے اس
کتاب کے متعلق کچھ زیادہ لکھنا اس لئے فضول
ہے کہ جماعت احمدیہ کا شاید ہی کوئی پڑھا لکھا
ممبر ہو جو اس کتاب سے واقف نہ ہو ۔ یہ کتاب
عام مسلمانوں کی نگاہ میں ایک مقبول اور مفید
کتاب ہے ۔ آجکل جب کہ آریوں کی دریدہ
دہنی حد سے متجاوز ہے مسلمانوں کو خصوصیت
سے اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لینا
چاہئیے ۔ تعلیم الاسلام کے دونو حصہ تقریباً ڈیڑھ
سو صفحہ میں ختم ہوتے ہیں ۔ لکھائی چھپائی اور
کاغذ نہایت عمدہ قیمت صرف ۸ر درخواست
خریداری جناب ماسٹر محمد عبدالرحمن صاحب
نومسلم مصنف کے نام بمقام قادیان
آنی چاہئیں ۔

اسلام کی پہلی کتاب

لکھائی چھپائی کاغذ سب قابل تعریف ۔
صفحات کی تعداد ۱۲۰ اور قیمت صرف ۴ر
اُن تمام اعتراضات کا جواب اس کتاب میں
ہے جو عام لوگ سلسلہ احمدیہ کے متعلق
ناواقفیت سے کیا کرتے ہیں بزرگان ملت
نے خصوصیت سے اسکو پسند کیا ہے
ہر احمدی کے گھر میں ہونی چاہئیے جناب ماسٹر
عبدالرحمن صاحب نومسلم مصنف تعلیم الاسلام
کی مصنفہ ہے مصنف سے طلب کرو ۔

ورزش جسمانی

قوموں کی ترقی یا تنزل کو تندرستی اور قوت
جسمانی سے بھی خاص تعلق ہے اگر کوئی قوم
دماغی قوتوں میں بہت کچھ ترقی کرے اور
جسمانی قوت اور تندرستی اسکی ادنےٰ درجہ
پر ہو تو حقیقتاً ایسی قوم دنیا میں کوئی عزت
و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتی ۔ اسلام جہاں
روحانی قوتوں کی حفاظت اور ترقی کی باتیں
سکہاتا ہے وہاں جسمانی قوتوں کی نشوونمائی
اور ترقی کو بھی بہت ہی ملحوظ رکھتا ہے ۔
مندرجہ عنوان نام کا رسالہ تمام باتوں کو
ملحوظ رکھکر ایک مسلمان نے لکھا ہے ۔
فہرست مضامین یہ ہے ۔

پہلا باب ۔ ریاضت جسمانی ۔ طاقت جسمانی
قوت آزادی

دوسرا باب ۔ خواب و بیداری
غذا و مکان وغیرہ ۔ مناکحت ۔ غسل ۔
اوقات ورزش ۔ توجہ دلک و تدہین ۔
پسینہ ۔

تیسرا باب تنفس چہل قدمی و ہوا خوری
ہنسنا اور چلانا ۔ دوڑنا یا پیادہ سفر کرنا
تیرنا ۔ ڈمبلس

چوتھا باب ۔ ڈنڈ ۔ مگدر ۔ موگری
سیزم ۔ بیٹھکی ۔ پنجہ کلائی ۔ نال و ننگ تولا
بیٹھک ۔

ضمیمہ ۔ کشتی ۔ اکھاڑہ ۔ کٹھا کٹھ
کشتی کے چند بند درستی ۔ تبلی ۔ اکھیڑ
قلع جنگ ۔ دھوبی پاٹ وغیرہ

قیمت فی جلد ۴ر احمدی احباب سے
فی جلد ۲ر پانچ کتابوں کے خریدار
سے صرف چار کتابوں کی قیمت لیجائیگی
محصول ذمہ خریدار ۔ ٹکٹ یا ویلیو کی اجازت
آنے پر کتاب روانہ ہوگی ۔ کتاب کے
ملنے کا پتہ یہ ہے ۔
اکبر شاہ خان نجیب آبادی مصنف رسالہ ورزش
جسمانی قادیان ۔ ضلع گورداسپور

جناب مکرمی حسن علی صاحب اسپیشل اسٹنٹ

نے اپنے ایک مفصل و مبسوط مضمون
میں جسکی سرخی ہے "دو اخبار الحکم اور
اس پر اعتراض کرنیوالوں کو جواب" ،،
الحکم کی حوصلہ افزائی کی ہے اور اس مضمون
کے الحکم میں درج کرنیکی فرمائش کی
ہے ۔ چونکہ اس وقت اس پورے مضمون
کے درج اخبار کرنیکی گنجائش نہیں ہر
لہذا انکی تحریر کا خلاصہ اور اقتباس درج
ذیل ہے ۔ امید ہے کہ ناظرین اور راقم
مضمون دونو معاف فرمائینگے ۔ وہو ہذا
"جملہ غیر مذاہب والوں کے اعتراضات
کے جواب شائع کرنیکی خاطر اور
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی اجازت سے میرے پرانے دوست
شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے
۱۸۹۷ء میں ایک اخبار بنام الحکم جاری
کیا اس عرصہ تیرہ سال میں ناظرین اخبار
کو جو فوائد اس پرچہ کے باعث حاصل
ہوئے ہیں وہ ہر ایک نفس کو اپنی اپنی
جگہ پر معلوم ہیں ۔ میں شروع سے اجرائے
سے الحکم کا پڑھنے والا ہوں اور عرصہ
طالبعلمی سے کہ اب تک
اس کا خریدار ہوں ۔ جب تک الحکم کو
پڑھ نہ لوں مجھے چین نہیں آتا ۔ مجھے اس

کی تاریخِ اشاعت کی بڑی انتظاری رہتی ہے گو زمانہ کی تنگدستیوں کی وجہ سے اخبار کی اشاعت میں دیر ہوجاتی ہے۔ یا نقائص رہ جاتے ہیں مگر جب الحکم کا پرچہ میرے پاس پہنچ جاتا ہے تو وہ تمام بے لطفی جو تعویق اشاعت یا کسی دیگر وجہ سے ہوتی ہے فوراً سرور سے بدل جاتی ہے چونکہ مدت سے آئے دن اخبار الحکم کے نقائص سُنے جاتے ہیں اس واسطے میں نے بارہا ارادہ کیا کہ معترضین کے اعتراضوں کا جواب لکھوں مگر بباعث چند وجوہات خاموش رہا آج مجھ سے چپ نہ رہا جا سکا۔ . . .

. . . . جو پودہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے اشاعت اسلام کی خاطر لگایا گیا ہے اور حضرت صاحب جس کی ترقی کے خواہاں تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح بھی اسکی ترقی کے خواہاں ہیں افسوس کا مقام ہوگا کہ اس کے نام کو بدنام کیا جائے یا اس کے پھل کا برا نام رکھا جائے یا اس درخت کے مالک کو کوسا جائے۔۔ . . . . قرآن شریف ایسی بدظنیوں کے سخت برخلاف ہے۔۔ . . . . اخبار کے مالک اور ایڈیٹر کے علاوہ خریدارانِ اخبار کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اخبار کی جملہ کمزوریاں رفع کرنیکی کوشش کریں . . . . یہ فردِ واحد کا فرض نہیں ہے سب کا کام ہے۔۔ . . . . امید ہے کہ ناظرین اخبار میری اس عاجزانہ عرض کی طرف توجہ فرما کر الحکم قیام اور اشاعت کے واسطے ہر طرح سے معاونت فرمادیں گے والسلام

حسن علی ہاسپٹل اسسٹنٹ دہالی ضلع جہلم

ہمعصر "برہمہ پرچارک" لکھتا ہے کہ ہمارا ہمعصر "آریہ گزٹ" لاہور اپنے اخبار مورخہ ۴ مارچ میں پبلک گوجرانوالہ کے ایک شہید کے پھانسی پانے کی اطلاع دیتا ہے شہید صاحب نے تین مسلمانوں کو اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ انہوں نے ایک ہندو کو اپنا ہم مذہب بنا لیا تھا اس پر شہید صاحب (لچھمن سنگھ) کو ایسا طیش آیا کہ ان کا کام تمام کردیا اور پھر عدالت کے ہاتھوں پھانسی کی سزا پائی۔ "آریہ گزٹ" لکھتا ہے کہ اس شیر مرد کو آخری الوداعی کہنے کے لئے ہزارہا آدمی جیلخانہ کے احاطہ کے باہر موجود تھے۔

ہمارے خیال میں یہ شہید صاحب کسی جہالت کے زمانہ میں شہید کہلانے کے مستحق ہوں تو ہوں لیکن اس تہذیب و ترقی اور مذہبی برداشت کے زمانہ میں ان کے جاہلانہ جوش کو شہادت کا نام دینا عقلمندی سے بعید ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے مذہب کی تلقین کرے اور اُن کو اپنا ہم خیال بنائے۔ ایسے معاملات دیکھکر آپے سے باہر ہو کر قتل جیسے گناہ عظیمہ کا مرتکب ہو تو کیا اسے "شہید" اور "شیر مرد" کہکر ہمارا معزز ہمعصر آریہ گزٹ خوشی سے نوٹ چڑھائیگا؟ ہرچہ برخود نپسندی بردیگراں مپسند کا سنہری اصول ہمیشہ ہمیں مدنظر رکھنا چاہیئے۔

جادو کی مخالفت میں جس مذہب نے سب سے زیادہ تشدد ظاہر کیا تھا اور جس کے لئے امام اعظم نے علانیہ کہدیا تھا کہ اَلسِّحْرُ مَا لَہٗ حَقِیْقَۃٌ (جادو کی کوئی حقیقت نہیں) اب اس زمانے میں سب سے زیادہ اُسی مذہب کے جاہل پیرو جادو کے شکار بنتے ہیں۔ پونہ میں دین محمد دفعدار کی چھوٹی لڑکی جو نہایت کم عمر تھی زیور پہنے ہوئے باہر کھیل رہی تھی کہ یکایک گم ہوگئی جب تلاش سے کہیں پتہ نہ چلا تو ایک جادوگر صاحب تشریف لائے اور جادو کے زور سے مقررہ اعمال کے بعد ارشاد فرمایا کہ لڑکی نہر میں غرق ہوگئی ہے اور اس کی لاش مل سکتی ہے۔ ماں باپ اور اعزہ و اقارب نہر پر گئے تو پولیس بھی ساتھ ہو لئے اور تلاش کرنے سے لاش مل گئی مگر زیور ندارد تھے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حضرت ہی کی کارروائی تھی جس کا بعد میں آپ نے اعتراف بھی کیا۔ یہ ہمارے جادوگر ہیں اور یہ ان کے کرتوت ہیں۔ فرعون کا زمانہ تو گذر گیا مگر اس کے جادوگروں کی نسل ابھی تک باقی ہے۔ دکیں

ضلع کانپور کے مقامات امرودھا و اکبرپور میں آج کل ایک واعظ صاحب کے اثر سے ہندو بہت زیادہ معتقد ہو رہے ہیں اخلاص مندوں کے گروہ میں دیوان ماتا پرشاد کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے لیکن ہم کو یہ نہیں بتایا گیا کہ خود مسلمانوں پر اس وعظ کا کیا اثر پڑا۔ اُن میں کس قدر لوگ اخلاقی کمزوریاں سے تائب ہوئے اور آیندہ کے لئے کتنے آدمیوں نے مذہبی شائستگی کے ساتھ زندگی بسر کرنیکا عہد کیا۔ ہمارے واعظوں کو اس امر کی کوشش کرنیکی ضرورت نہیں ہے کہ ان کا وعظ کا ہندوں اور عیسائیوں پر اچھا اثر پڑے اور واہ واہ کی صدا بلند ہو۔ ہمارا خاص فرض یہ ہونا چاہیئے کہ اسلام کو خالص

کلام الامام امام الکلام

(منقول از بیاض اکبر خان صاحب نجیب آبادی)

—— ہماری تین بیبیاں تھیں جو واپس مین لڑکی بھی تھیں ہمنے اسباب تو سمجھ معلوم کرنیکے کہ لڑائی کی بنیاد کیا ہے بہت کوشش کی لیکن بعض بعض باتوں کا مجھکو آجتک بھی پتہ نہ چلا۔ جب ایک گھر کے متعلق اور اپنے متعلق واقعہ کی یہ حالت ہے تو دوسرے واقعات اور تاریخ پر کیا اعتماد ہو سکتا ہے۔

—— وزیر آباد میں بہت تھوڑے لوگ عیسائی ہوئے ہیں لیکن عیسائی مشن وہان قائم ہے وہان ایک بڑی لمبی داڑھی والا عیسائی جو پہلے سکھ تھا رہتا ہے کسی نے اس سے دریافت کیا کہ تمنے یہان مشن قائم کرکے کیا فائدہ حاصل کیا اُسنے جواب دیا کہ بلا سے کوئی عیسائی نہ بنے لیکن بہت سے ہندؤنکو ہندو اور بہت سے مسلمانونکو مسلمان تو ہمنے نہ رہنے دیا۔ ہمارا مدعا حاصل ہے۔ (۱۶ر مئی ۱۹۰۶ء مسجد مبارک)

—— انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء کے متعلق تھا فقط روشن علی صاحب نے کچھ دریافت کیا تو فرمایا کہ بدی کو بدی جانکر جو کرتا ہے وہ تو اعلیٰ درجہ کا جاہل ہوا اسیواسطے توبہ کا رونکی سزا دی کیونکہ اسلئے جہالت

—— اس امت محمدیہ میں بہت اشخاص مثلاً۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ احمد رفاعی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ وغیرہ ایسے گذرے ہیں جنکے ہاتھوں پر سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں نے انکے ذریعہ سے ہدایت پائی۔ حالانکہ ا... ہر

دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کیسے جلیل القدر اور عظیم الشان نبی تھے۔ اُنھوں نے ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کی صرف معدودے چند انسان ہدایت پا سکے۔ دوسرے رموز و نکات سے قطع نظر ایک انسان یہ تو ضرور سمجھ سکتا ہے کہ کنتم خیر امة کے لئے اور اس سے زیادہ کیا ثبوت کی ضرورت ہے۔ ایک انگریز تھا اُسکا نام مخارڈن تھا اُسنے مجھے کہا کہ یورپ نے بڑی ترقی کی ہے میںنے کہا کیا ترقی کی ہے!؟ مسلمانوں کی صرف ایک اذان ہی کا مقابلہ کر لو۔ تم لوگوں سے سوائے گھنٹے بجانے کے اور کیا ہو سکتا ہے لیکن مسلمان کو ٹھوں پر بلند مناروں پر چڑھکر پانچ وقت اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہیں کیا اس سے بڑھکر خدا ہی تعالیٰ کے جلال اور کبریائی کیلئے کوئی چیز یورپ ایجاد کر سکتا ہے؟ نہ یہودی مقابلہ کر سکتے ہیں نہ عیسائی نہ مجوسی نہ ہندو۔ ایک اور انگریز نے مجھسے کہا کہ ہمنے ہی غلام آزاد کرنے کا بیڑا اُٹھایا اور ہم ہی لوگوں کے سر سے یہ سہرا بندھا۔ میںنے فوراً جواب دیا کہ مسلمانوں کے یہاں تو الصدقٰت میں حصہ فی الرقاب یعنی غلام آزاد کرنیکے لئے انما الصدقات والی آیت میں خدا تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے۔ تمہاری انجیل میں تو کہیں غلاموں کے آزاد کرنیکے لئے کوئی بھی حکم نہیں۔ تو بھلا مسلمانوں سے بڑھکر تم دعوی غلاموں کے آزاد کرنیکا کر سکتے ہو وہ بھی اس جواب کو سنکر کچھ مبہوت و حیران ہی سا ہو گیا۔ آج دنیا میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی زبان میں ہو لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان میں تو دیکھو ہر علم و فن کی کسقدر کتابیں ہیں دنیا کے کسی علم اور کسی کمال کو دیکھو مسلمانوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ تصانیف ضرور اسمیں دیکھو گے

خدا تعالیٰ کی تعظیم۔ مخلوق پر شفقت۔ اپنے محسن کا احسان ماننا۔ اپنی ابدی نجات کی فکر کرنا۔ یہ مسلمانونکی ایسی خصوصیات ہیں کہ کوئی مذہب اور قوم مسلمانون کا مقابلہ نہیں کر سکتی

(۱۵ مئی ۱۹۰۶ء بعد نماز ظہر)

—— ایک غیر احمدی مولوی نے ہماری دعوت کی یہ غلام محمد امرتسری بھی ہمارے ساتھ تھے وہ میزبان خود تو پنکھا جھلنے کھڑا ہو گیا اور دوسرے مولوی کو پہلے ہی سے بحث کرنیکو لاکر ہمارے پاس بٹھا دیا تھا۔ بہت سی باتیں نرمی و محبت کی کرتا رہا کہ ہم تو عیسیٰ کو مرا ہوا مانتے ہیں اور مرزا صاحب کو بڑا ارسقبار جانتے ہیں اور بھی سب باتوں کو مانتے ہی ہیں گویا آپ کے مرید ہی ہیں۔ مولویصاحب! ذرا یہ چھوٹا سا مسئلہ بتائیے کہ جو شخص مرزا صاحب کو نہ مانے اُسکے متعلق آپ کیا کہتے ہیں!؟ میںنے کہا کہ ایکطرف موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ دوسری طرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پھر ایکطرف موسوی مسیح ہیں دوسری طرف محمدی مسیح موسیٰ علیہ السلام کے منکر کو کیا سمجھنا چاہیئے آپ جانتے ہی ہیں پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کو کیا سمجھنا چاہیئے یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ اسیطرح موسوی مسیح کے منکر کو بھی جو کچھ سمجھتے ہیں اسکے مقابلہ میں محمدی مسیح کے منکر کو کیا سمجھیں یہ آپ خود ہی تجویز فرما سکتے ہیں یہ سنکر اپنے لڑکے سے کہنے لگا لا جلدی سے کھانا لے بحث کرتا کوئی ضروری بات نہیں۔ ۱۵ر مئی ۱۹۰۶ء در مسجد مبارک۔

—— میں بعض اوقات عجیب عجیب طرح سے دعائیں مانگتا ہوں۔ میںنے ایکدفعہ دعا مانگی کہ اے خدا تو تو موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے بھی کام لے لیتا ہے میں جو تکہ

کر سکتا بنی آدم کے نیچے ہوں اسلئے اُس لاٹھی سے تو میرا مرتبہ زیادہ ہی ہے اور تو اگر چاہے تو اُس سے بھی زیادہ کام مجھ سے لے سکتا ہے۔

—— مین امیرونکو اپنا مرید بنانے سے ڈرتا ہون مین تو غربا ہی کو چاہتا ہون مجھکو تعداد اور بڑائی کا بھی خیال نہین بلکہ اخلاص چاہتا ہون۔ بعض اوقات کسی امیر کی نسبت مین یہ خیال کر لیا کرتا ہون کہ یہ دل کا غریب ہے۔ (حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) انھون نے میرے سامنے چھت پر بیعت کی تھی بیعت کرتے وقت انکی زبان سے ایک کلمہ کبریائی کا نکلا کہ بس اب میری بیعت ہونیکے بعد میرا تمام شہر احمدی ہو جائیگا۔ مینے اُسیوقت اپنے دل مین کہا کہ خیر وہ بیعت ہوا یا نہون انپر مشکلات ضرور آئینگے۔ پھر انکو جو جو مشکلات پیش آئین یہ خوب جانتے ہین۔

—— بعض لوگ کہدیتے ہین کہ مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہین یہ سراسر افترا ہے ہم تو مرزا صاحب کو ایک عاجز بندہ مانتے ہین جسطرح سب فوت ہوتے ہیں اسیطرح وہ بھی فوت ہو گئے۔

—— حضرت جنید بغدادیؒ جسطرح قرآن شریف کی منزل پڑھتے تھے اسیطرح موطا کو بھی بلا ناغہ پڑھتے تھے انکے زمانہ مین موطا کی برابر اور کوئی کتاب حدیث کی نہیں تھی۔

—— (ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما۔ رکوع ۳۹۔ سورۃ بقرہ کا درس دیتے ہوئے فرمایا)

—— ایک شخص نے اعتراض کیا کہ دنیا مین کسی مجلس کی بات بالکل اُسی حیثیت سے اور اُنھین الفاظ میں نہیں دُہرائی جا سکتی اسلئے احادیث پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے اور جبکہ احادیث مین اختلاف بھی نظر آتا ہے تو یہ خیال اور بھی زیادہ قوی ہو جاتا ہے مینے اُسکو جواب دیا کہ پھر تو تم اُن باتونکو بھی جو تمہاری گھر سے کوئی شخص آکر تمہاری بیوی بچونکے متعلق بیان کرتا ہوگا۔ تو سچ نہیں جانتے ہوگے۔ اسطرح تو تمام دنیا کا کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا۔ دیکھو ایک جج بہت سے گواہون کے بیانات ایک ہی واقعہ کے متعلق سنتا ہے وہ سب گواہ یکسان بیان نہین کرتے لیکن وہ جج ایک امر مشترک سب کے بیانات سے اخذ کرکے فیصلہ کر دیتا ہے اسیطرح ہم بھی احادیث سے ایک مشترک نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ احادیث کے الفاظ کے متعلق کہ الفاظ محفوظ ہونے چاہئین یا معانی کسی محدث نے اسکی بابت نہین لکھا (۱۲ر مئی ۱۹۰۹ء در مسجد مبارک)

مکتوب الامام

(منقول از بیاض اکبر نجیب آبادی)

استفتار

(کیا فرماتے ہین علماء دین اسلام مسائل ذیل کے باب مین ؟ بینوا و توجروا۔

راقم خاکسار دوست محمد حجانہ (بلوچ)

(۱) جو علم کہ بحکم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ ہر مسلمان ذکور و اناث پر فرض کیا گیا ہے اُسکی کیا تعریف ہے ؟

جہانتک میں جانتا ہون پیغمبر خدا صلعم کی ذیل کی حدیث سے اس کی کسیقدر تصریح ہوتی ہے۔

العلم علمان علم الادیان و علم الابدان

اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہو سکتا ہے کہ بجائیکہ مطلق علم فرض کیا گیا ہے۔ تو دونون علوم ابدان و ادیان کا حاصل کرنا بغیر کسی کمی بیشی کے یکسان فرض ٹھیرا۔ اور یہ کہ ان دونون علوم مین سے کسی ایک کی تحصیل کر لینے سے ادائی فرض کی تکمیل نہین ہو سکتی۔ اور علم اور اہل علم کی بے شمار فضیلتین جو احیاء العلوم وغیرہ کتب معتبرہ میں منقول ہین ان فضیلتون کا کما حقہ مستحق وہی ہو سکتا ہے جو علم کی دونون قسمونکو حاصل کرے

علم الابدان کی تعریف کیا ہے ؟ شاہ عبد العزیز صاحب شارح تفسیر عزیزی میں ایک مقام پر علم الابدان کی جو تعریف کہ ذیل کے لفظون سے فرماتے ہیں واجب التسلیم ہے یا نہ ؟

علم الابدان عبارتے است از قواعدیکہ برائی حفظ ہیئت اجتماعیہ بکار آید وحفظ ممالک و نظم امور دنیوی آبادئی بلاد و رفاہ رعایا بدان میسر شود۔

بعض مولویونسے علم الابدان کے معنی علم طب سنے جاتے ہین۔ اگر شاہ صاحب کی مذکورہ بالا تفسیر واجب التسلیم سمجھی جائے تو علم الابدان کا اطلاق بموجب اسکے معنون کے کون کونسے مضامین اور علوم پر ہو سکتا ہے۔ کیا علوم جدیدہ انہین معنونکے ذیل میں آسکتے ہین ؟

اگر ایسے ہیں تو کیا مسلمانان ہند کو اس فرض کی تعمیل کیلئے بنظر حالات موجودہ انگریزی پڑھنا فرض ہے۔ اگرچہ علمائے اکابر نے مسلمانان ہند کیلئے انگریزی نہایت ضروری مصلحت قرار دی ہے۔ لیکن کیا یہ اعتقاد کہ صحیح ہو سکتا ہے کہ علوم جدیدہ مسلمانوں کیلئے ویسے ہی ضروری ہیں جیسے کہ علم الادیان۔

میرے خیال میں پرانے فیشن کے بزرگان دین اور نئے فیشن کے سرگان قوم کی باہمی منافرت و بیگانگی کی ایک بڑی وجہ انگریزی تعلیم کا مسئلہ ہے اسلئے توقع کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر مذہبی طور پر بخوبی روشنی ڈالی جائیگی۔)

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ علم فرض سب سے مقدم۔ علم ایمان باللہ اور اسکے صفات اور اسکے افعال پر کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ پھر علم ایمان بالملائکہ والکتب والرسل وعلم القدر و علم المعاد وحشر ونشر وجنت ونار مگر یہ علم بالاجمال کافی ہے۔

پھر علم ادائی نماز پھر اگر مالدار ہو تو علم زکوۃ پھر رمضان سے پہلے علم روزہ پھر استطاعت کے بعد علم حج اور علم اخلاق فاضلہ اور علم رذائل مثلاً یہ کہ عفت عمدہ چیز ہے اور زنا بُرا ہے۔

علم ابدان میں طب اور مسائل سیاست وتمدن و علم طبیعات سب داخل ہیں جو آجکل انگریزی علم اسوقت موجود ہیں مسلمانوں کیلئے اسکی بھی ضرورت ہے اور بہت ضرورت ہے مگر ستارگان قوم (نیوفیشن) نے اسکو علم الایمان سے بھی مقدم کر رکھا ہے اور اولڈ فیشن دونوں سے گئے گذرے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور العلم علمان والی حدیث صحیح نہیں۔ نور الدین ۱ رجب ۱۳۲۷ھ

خواب

ایک ستارہ پرست تو میرے مضمون کی سرخی کو دیکھکر شاید تمسخر و استہزاء سے یہ شعر پڑھ دیگا کہ ؎

من بندۂ آفتابم ہم سرز آفتاب گویم۔
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم۔

لیکن ایک صوفی جوش عشق میں فرماتا ہے کہ ؎

سحر کرشمۂ وصلش بخواب میدیدم۔
زہے مراتب خوابیکہ بہ ز بیداریست

حضور خاتم النبیین محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ۔ ان مبارک الفاظ کی صداقت ہر ملک اور ہر زمانہ میں آفتاب عالمتاب کی مانند روشن و ہویدا رہی ہے اور دنیا میں ہر ایک عاقل بالغ کو کوئی نہ کوئی سچی خواب ضرور ہی نظر آجاتی ہے۔

نبوت کا لفظ نبا سے مشتق ہے نبا کہتے ہیں غیب کی خبر دینے کو۔ دنیا میں جبکہ ماں باپ۔ بھائی۔ بیوی۔ دوست وغیرہ نہایت قریبی متعلقین کی منشاء سے بھی انسان کو بدوں انکے بتائے اطلاع نہیں ہوتی تو بھلا اُس عالم الغیب ذات خداوندی کے اصل منشاء اور رضامندی کی راہوں سے بدوں اُسکے بتائے کیسے اطلاع ہو سکتی تھی چنانچہ خدا تعالی نے جسطرح بارش کیلئے بادلوں کو اور اناج کیلئے زمین کے جوتنے بونے اور تخم ریزی و آبپاشی کو ذریعہ بنایا اور برسات کے موسم کو بادلوں کی آمد کا نشان ٹھیرایا اسیطرح اپنی رضامندی و ناراضگی کے اظہار کیلئے انبیاء علیہم السلام کو ذریعہ بنایا اور عقل کو انبیاء علیہم السلام کی شناخت کا موجب ٹھیرایا۔

جو قومیں کتب سماویہ اور نواميس الٰہیہ کی قائل ہیں اُنکے لئے ضرورت الہام اور فلسفہ نبوت کے ثابت کرنیکی ضرورت نہیں۔ باقی دہریوں اور لامذہبوں کو سر دست میں مخاطب نہیں کرتا۔ خواب کی کئی قسمیں ہوتی ہیں اور احادیث میں انکا مفصل ذکر موجود ہے اسوقت صرف سچی خوابوں کا ذکر مقصود ہے جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتی ہے۔ اور نبوت پر دلیل و حجت ٹھیرتے ہیں۔

الرؤیا ثلث حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشری من اللہ۔

ایک اندھا مادر زاد رنگت کا تصور نہیں کر سکتا اور ایک بہرا مادر زاد آواز کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا لیکن جو لوگ اول صاحب چشم و گوش ہوں اور پھر کسی وجہ سے اُنکی بصارت و سماعت جاتی رہے تو وہ رنگت اور آواز کا تصور ضرور کر سکتے ہیں۔ اسیطرح انسان الہام و وحی اور نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا تھا اگر رویائے صادقہ کا وجود نہ ہوتا۔

انسان کے قوٰی محدود ہیں اور وہ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ تمام دینی و دنیوی ضروریات کے پورا کرنیکے ذمہ وار اور متحمل ہو سکیں۔ لہذا خدا تعالی اپنے رسولوں کے اور نبیوں کے ذریعہ سے خود ہی اپنے بندوں کو دین و دنیا کی کار آمد اور مفید باتوں سے مطلع کیا کرتا ہے اور بطور نشان یا تخم کے ہر انسان میں ایک نبوت کا جزو رکھدیا کرتا ہے تاکہ انسان انبیاء کو قبول کرنے اور نبوت کے ماننے میں ارک وجائے۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں۔

کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خاصیت نبوت کا ایک نمونہ عطا کیا ہے۔ جو خواب سے سونیوالا آئندہ ہونیوالی بات کو یا تو تصریحاً معلوم کر لیتا ہے یا بصورت تمثیل جسکا انکشاف بعد ازاں بذریعہ تعبیر کے ہوجاتا ہے۔

اس بات کا اگر انسان کو خود تجربہ نہ ہوا ہوتا اور اسکو یہ کہا جاتا کہ بعض انسان مردہ کی مانند بے ہوش ہوجاتے ہیں اور انکی قوت حس و شنوائی و بینائی زائل ہوجاتی ہے پھر وہ غیب کا ادراک کرنے لگتے ہیں تو ضرور اسبات کا انکار کرتا۔ اور اسکے محال ہونے پر دلیل قائم کرتا اور یہ کہتا کہ قوائے حسی ہی ما سباب ادراک ہین پس جس شخص کو خود ان اسباب کی موجودگی و احضار کی حالت مین ایسی اشیاء کا ادراک نہین ہوسکتا۔ تو یہ بات زیادہ مناسب اور زیادہ صحیح ہے کہ ان قویٰ کے معطل ہونے کی حالت مین تو ہرگز ہی ادراک نہ ہو۔

مگر یہ ایک قسم کا قیاس ہے جسکی تردید وجود اور مشاہدہ سے ہوتی ہے جسطرح عقل ایک حالت منجملہ احوال انسانی ہے جسمین ایسی نظر حاصل ہوتی ہے کہ اسکے ذریعہ سے انواع معقولات نظر آنے لگتے ہین۔ جنکے ادراک سے حواس بالکل بیکار ہین۔ اسیطرح نبوت سے مراد ایک ایسی حالت ہے جس سے ایسی نظر نورانی حاصل ہوجاتی ہے کہ اسکے ذریعہ سے امور غیب پر اور وہ امور جنکو عقل ادراک نہین کر سکتی ظاہر ہونے لگتے ہین۔ حضور مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام ایک جگہہ فرماتے ہیں کہ "عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہین چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد مین یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابین یا سچے الہام ہوجاتے ہین تا وہ معلوم کر سکین کہ انکے لیے آگے قدم رکھنے کیلئے ایک راہ کھلی ہے لیکن انکی خوابون اور الہامون مین خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہین ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستون سے پاک ہوتے ہین اور خوابین محض اسلئے آتی ہین کہ تا انپر خدا کے پاک نبیون پر ایمان لانیکے لئے ایک حجت ہو کیونکہ اگر وہ سچی خوابون اور سچے الہامون کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہون اور اس بارہ مین کوئی ایسا علم جسکو علم الیقین کہنا چاہئے انکو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے انکا عذر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہین سکتے تھے کیونکہ اس کوچہ سے بکلی ناآشنا تھے اور وہ کہہ سکتے ہین کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بے خبر تھے اور اسکے سمجھنے کیلئے ہماری کوئی نمونہ نہین دیا گیا تھا۔ پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے اسلئے سنت اللہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا کی بنا ڈالی گئی اسطرح پر جاری ہے کہ نمونہ کیطور پر عام لوگون کو قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہون یا بد ہون اور صالح ہون یا فاسق ہون اور مذہب مین سچے ہون یا جھوٹا مذہب رکھتے ہون کسی قدر سچی خوابین دکھائی جاتی ہین یا سچے الہام بھی دئیے جاتے ہین تا انکا قیاس اور گمان جو محض سماع اور نقل سے حاصل ہے علم الیقین تک پہونچ جائے"۔ جو سعید روحین ہوتی ہین وہ خواب کے عجائبات سے فائدہ اٹھاتے ہین اور انکا ایمان اپنے خدا پر بیش از بیش ترقی کرتا ہے لیکن جنکی فطرتین مسخ ہوگئیں ہین اور جو خدا تعالیٰ کی صفات پر سچا اور پکا ایمان نہین رکھتے وہ سچی خوابون کو بے حقیقت سمجھنے اور انکی تحقیر کرنے مین کوشش کرتے ہین۔ ایسے شخصون کی سب سے نمایان مثال پنڈت دیانند جی ہین جنکو سچی خوابین اتمام حجت کیلئے نظر آئین لیکن انہون نے بوجہ اپنی کور باطنی کے ان سب کو جھٹلا دیا اور رجہ بنیا و قرار دیا (دیکھو جیون چرتر سوامی جی) آریہ سماج کے جید مین ہونیوالے لیڈرون مین سے ایک کو اپنی ۔۔ کے متعلق سچا خواب نظر آیا اور اخبارون مین اسکا چرچا بھی خوب ہوا۔ اور اسطرح جیسے دیانند کے پیرؤون کو خفت اٹھانی پڑی۔

(راقم نجیب آبادی) باقی آئندہ

چین کے مسلمانونکی تعداد کے متعلق محققین و ماہرین جغرافیہ مین بڑا اختلاف ہے بعض سیاح انکی تعداد پانچ کروڑ تک بڑھاتے ہین اور بعض سوا ڈیڑھ کروڑ سے زائد نہیں ٹھیراتے۔ بہت سے لوگون کا تین ساڑھے تین کروڑ پر اتفاق ہے۔ اور یورپ کی مجالس مین یہی اندازہ صحت کے قریب مانا جاتا ہے۔ لیکن مسلمانان چین خود اپنی تعداد اس سے زیادہ سمجھتے ہین۔ اور ماہرین یورپ کو بھی اسمین کلام نہین کہ اہل اسلام کی چین اور ہندوستان مین نسبتہً ترقی تیزی سے کر رہی ہے بہرحال ہندوستان مین دہ سالہ مردم شماری کا زمانہ نزدیک آگیا ہے اور چین نے بھی اندنون اپنے ہان باقاعدہ مردم شماری کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جو یورپ کے مروجہ طریقون پر کمال احتیاط سے سرانجام پائیگا۔ اور بعد تکمیل تمام ولادتین شادیان۔ اور اموات برابر درج رجسٹر ہوتی رہینگی امید ہے کہ اب مسلمانان چین کی صحیح تعداد دنیا کو معلوم ہوجائیگی!۔

منقول از وکیل

دارالامان کا ہفتہ

حضور امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کے غلاموں کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ ان کا ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق آقا بخیریت اور اپنے مبارک اشغال میں معروف۔

حضرت ام المومنین مع جمیع اہل بیت نبوت الحمد للہ بخیریت اور اپنے خدام کیلئے دعاگوئی میں مشغول۔

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے جو چند روز کیلئے باہر تشریف لیگئے تھے مع الخیر واپس دارالامان ہوگئے ہیں

آج انشاء اللہ تعالیٰ چھوٹی مسجد کے درس میں قرآن شریف ختم ہوگا۔ اس درس میں جو لوگ شریک ہوتے رہے ہیں ان کی نسبت کل شام بڑی مسجد کے درس میں حضور امیر المومنین نے عالی ہمت اشخاص کا لفظ استعمال فرمایا۔ حضرت امیر المومنین کے الفاظ یہ تھے وہ عالی ہمت لوگوں نے ابھی ہم سے قرآن شریف سنا اور پڑھا ہے اور صرف پونے دو مہینہ کا عرصہ لگا ہے"

مدرسہ اور بورڈنگ میں ہمارے بچے بخیر و عافیت تحصیل علم میں مصروف ہیں۔ ان بچوں کے والدین کو مطمئن رہنا چاہیے۔

سنا جاتا ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۵ر جولائی سے ایام گرما کی تعطیلوں کے لئے بند ہوگا لیکن یہ اسوقت تک محض افواہ سمجھنی چاہیے جبتک کہ انجمن منتظمین منظور نہ فرمالے اور انجمن کی منظوری کے بعد حضور امیر المومنین خلیفۃ المسلمین اجازت نہ دیں۔

معذرت

اس ہفتہ کا اخبار چار مختلف اور نوآموز کاتبوں سے دو دن میں لکھایا گیا ہے۔ اگر کتابت کے نقائص نظر آئیں تو ناظرین معاف فرمائیں۔

میری واپسی

الحمد للہ کہ میں آج بعد دوپہر دارالامان میں آن پہنچ دارالامان میں آ پہنچا اپنی غیر حاضری کی داستان جو لذیذ تر ہونیکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ دراز تر ہوگی پھر سناؤں گا۔ رام پور کے مناظرہ کے حالات بھی اگلی اشاعت سے ہی لکھنے شروع کروں گا۔

میں ایسے وقت میں دارالامان پہنچا کہ آجکا اخبار بالکل لکھا جا چکا تھا اور پتھر پر جم چکا تھا۔ ایک نوٹ کو نکلوا کر اپنی واپسی کی اطلاع کی اشاعت ضروری معلوم ہوئی میں امید کرتا ہوں کہ میں کل ان خطوط کا جواب انشاء اللہ دیسکونگا جو میری غیر حاضری میں کسی ایک یا دوسری وجہ سے معرض التوا میں رہے ہیں اپنے ان احباب کا ذکر خیر بھی اسی آئیندہ مضمون میں کروں گا جنہوں نے میری غیر حاضری میں الحکم کی خدمت کرکے مجھے یقین دیدیا ہے کہ جہاں تک انسانی سعی اور تدبیر سے کام کا تعلق ہوسکتا ہے وہاں تک مجھے اپنی غیر حاضری میں ان پر اطمینان ہے اور تکمیل اور خاتمہ المرام کرنا یا بار ور فرمانا یہ ذات باری کا کام ہے بہر حال خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں بہت جلد واپس آ گیا۔ والسلام

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

کیمیا

(منقول از بیاض اکبر نجیب آبادی)

۲۱ر جون ۱۹۰۸ء کو نماز ظہر سے فارغ ہو کر حضور امیر المومنین نے اپنے چند خاص غلاموں کو حسب معمول درس دینے کے لئے بیٹھے تو درس شروع کرنے سے پیشتر کسی شخص کی باتوں کی تحریک پر فرمایا ہم ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں اپنے ضلع کے کسی موضع میں کسی ضرورت سے گئے۔ چند آدمی جو ساتھ تھے ان میں آپس میں سکندر نامہ کے کسی شعر پر مناظرہ شروع ہو گیا مسجد میں شام تک یہی مذاکرہ رہا میں نے بھی اس مناظرہ میں خوب حصہ لیا ہم لوگوں کی باتوں کو اسی مقام کا رہنے والا ایک لڑکا سُن رہا تھا اس کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہ میرے پاس آیا اور میرا نام اور مقام یعنی پورا پتہ مجھ سے دریافت کرکے لکھا اور کہا کہیں آپکے مکان پر آونگا اور وہیں رہکر آپ سے پڑھونگا۔ چنانچہ وہ آیا اور ہمارے مکان پر مدت تک رہا کئی سال تک عربی پڑھتا رہا تحصیل علم کے بعد اپنے مکان کو واپس گیا۔ چند روز کے بعد اس لڑکے کا دادا آیا اور مجھ سے کہا کہ آپنے ہم پر اور ہمارے تمام خاندان پر بڑا احسان کیا ہے کہ میرے پوتے کو علم بھی پڑھایا اور اپنے پاس سے ہی کھانا کپڑا بھی دیا۔ اب میں اس کا عوض کرنے آیا ہوں۔ آپ مجھکو ایک بوٹی لادیجئے میں آپ کو ایک تماشہ دکھاتا ہوں، یعنی کیمیا بنانی آپ کو بتاتا ہوں۔ میں نے اپنے والد سے جاکر کہا کہ فلاں لڑکے کا دادا آیا ہے وہ کہتا ہے ایک بوٹی لادوں میں کیمیا بتاؤں۔ میرے والد صاحب نے سُن کر

فرمایا کہ اس سے کہو کہ کیمیا جو وہ بتائے گا
وہ تو لاکھوں کروڑوں روپیہ کے حاصل کرنے
کا ذریعہ ہے وہ صرف دس ہزار روپیہ جمع
کردے اور اسی دس ہزار میں سے چونی
بھی کاٹ لے۔ میں نے آکر ایسا ہی کہدیا۔
وہ تو چلتا بنا۔ اسکا پوتا بھی اتفاق سے اسی
وقت آگیا۔ تذکرۃً اس سے اسکے دادا
کا ذکر ہوا تو وہ کہنے لگا کہ وہ تو بڑا دھوکہ باز اور
فریبی ہے وہ کیمیا گر بنکر لوگوں کو دھوکہ دیتا پھرا
کرتا ہے اور اسی پر اس کا گذارہ ہے۔

پھر فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جموں میں تھا
وہاں ایک شخص کو دیکھا وہ کیمیا گر مشہور تھا۔
بہت آدمی اسکے معتقد تھے۔ میں نے ایک دن
اس سے دریافت کیا کہ تم کیمیا جانتے ہو؟
اس نے کہا کہ اگر تم دریافت کرتے ہو تو اس
کا جواب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا۔ باقی ان
تمام لوگوں سے تو میں خوب خدمتیں لیتا ہوں۔
اسی شخص کو میں نے دیکھا کہ اس نے ایک
شخص کو اپنی کیمیا کا ایسا دھوکا دیا کہ کیمیا کے
لالچ میں اس نے اپنی بیٹی اس کو دیدی۔ وہ
کیمیا گر مجھ کہنے لگا کہ دیکھو اس نے اپنی بیٹی کا
بیاہ کیمیا کے لالچ میں مجھ سے کیا ہے۔ میں نے
اس سے کہا کہ جب تو کیمیا جانتا ہی نہیں
اور محض دھوکہ ہی ہے تو اس شخص کو جس
نے اپنی بیٹی کی شادی بھی تجھ سے کردی ہے
کب تک دھوکہ دے سکیگا ہنسکر کہنے لگا
کہ جب تک یہ زندہ ہے دھوکہ ہی میں رکھونگا
اور اسی طرح خدمت لیتا رہوں گا۔ چنانچہ
پھر کسی دوسرے موقعہ پر وہ شخص جس نے
اپنی بیٹی دی تھی مجھکو ملا کہنے لگا کہ حضرت
یہ کیمیا جاننے والے حیلے حوالے ہی کیا
کرتے ہیں اور بڑی مشکل سے بتاتے ہیں
یہ بہت دنوں میں اور بڑی مشکل سے رضامند
ہوا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ مرزا تفتیں ایک مشہور شاعر گذرا
ہے میں تفتیں کے ایک شاگرد سے ملا ہوں۔
مرزا تفتیں نے ایک مرتبہ ایک مہوس سے
کہا کہ آپ ناحق کیمیا کے نسخہ کی تلاش میں
اس قدر سرگرداں ہیں۔ علم جفر کا یہ کام ہے
کہ جو سوال کیا جائے اس کا جواب اس علم
کے ذریعہ سے صحیح صحیح ملتا ہے۔ پس تم اول
علم جفر سیکھو پھر اس علم کے ذریعہ سے
سوال کرو کہ کیمیا کے نسخے میں کون کونسی
دوائیاں ہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا اس نے
کہا ہاں بات تو معقول ہے۔ علم جفر کس
سے سیکھوں؟ کہا میں سکھا دوں گا چنانچہ
دو تین جز پر چند حدود اور قواعد لکھکر دیئے کہ
ان کو اول یاد کرو اور سمجھو وہ کئی سال تک ان
کے ایچ پیچ میں مبتلا رہا آخر تھک کر چھوڑ کر
خود ہی چلدیا۔ . . . .

ہر یکے ناصح برائے دیگراں
ناصحِ خود یافتم کم درجہاں

نصیحت کے لغوی اور لفظی معنے خیر خواہی۔
ناصح مشفق اور خیر سگال آد چراغ لیکر ڈھونڈھنے
سے بھی دستیاب نہیں ہوسکتے دراصل تو یہ
کام خدا کے پیارے بندوں نبیوں اور ولیوں
کا ہے جن میں ہمدردی انسانی کوٹ کوٹ کر
بھری ہوئی ہوتی ہے۔ بہبودیٔ خلائق کا جوش
اس قدر ان کے دل میں ہوتا ہے کہ باوجود
تکلیف اٹھانے اور دکھ جھیلنے اور جُہال سے
برا بھلا سننے کے بھی بھلی باتیں کہنے اور نصیحت
کے موتی پرونے سے نہیں رُکتے اور جو ان
کے سچے جانشین اور پیرو ہیں ان کا بھی طرزِ
عمل ہے مگر پہلے یہ لوگ اپنے تئیں سنوارنے
کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ خلوتوں اور
گوشوں میں سالہا سال تک ایسی ایسی کٹھن
محنتوں اور مشقتوں سے نفسِ کافر کو ایسا رام
کرلیتے ہیں کہ وہ سیدھا اور صاف اور بالکل
مسلمان ہو کر اُن کے قابو میں ہو جاتا ہے تب
ہی تو ان کا کہنا دوسرے لوگوں پر اثر بھی کرتا
ہے۔ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل۔
ان کے دیکھا دیکھی آج ایک گروہ واعظین و
ناصحین پیدا ہوگیا ہے۔ جن کو نفسِ امارہ نے
اپنا زرخرید غلام بنا رکھا ہے۔ اور ہمدردی
اور خیر خواہی نوع کو کہیں نام کو نہیں صرف
اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے
لئے ایک ذریعہ بنا رکھا ہے۔ گاؤں گاؤں
اور شہر شہر گشت کر اور اپنا اُلو سیدھا
کرتے پھرتے ہیں خاص قسم کی نظمیں اور اشعار
وغیرہ وغیرہ محض لوگوں کے خوش کرنیکے خاطر
یاد کر لیتے ہیں اور ممبر پر جھوم جھوم کر سُریلی آواز
سے عجیب لہجہ سے پڑھتے ہیں یہی وجہ ہے
کہ لوگ اُن کی خاطر تواضع اور مدارت کرتے
ہیں حقیقی واعظ جو نبیوں اور رسولوں کے
جانشین اور قائمقام ہوتے ہیں وہ تو لوگوں کی
غلطی نکالتے اور انکی بداعتقادیاں اور
بدعملیاں ان کے سامنے پیش کرکے اُن سے
بچنے کی تدبیریں اور علاج جتلاتے ہوئے
اپنے فرضِ منصبی اور ذمہ داری سے سبکدوش
ہوتے ہیں اور ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرح
خواہ بیمار چیخیں روویں چلاویں اور گالیاں
بھی نکالیں اپریشن کئے بغیر نہیں چھوڑتے پر
نہیں چھوڑتے اسی لئے ایسے لوگوں کے عوام
الناس دشمن جان ہو جاتے ہیں قصص الانبیاء
اور تذکرۃ الاولیاء پڑھ کر دیکھ لو کبھی کسی سچے

خیر خواہ کی عزت اور خاطر داری دنیا میں ہوئی ہی نہیں۔ یا حسرۃً علی العباد مایاتیہم (الخ) ہاں ان خوشامدی واعظوں کی وعظ کا نتیجہ بھی) تو برخلاف پاکباز اور بے لاگ سلف گو حقانی مردانِ خدا کے صرف تعصب اور فساد اور باہم جنگ وجدل اور شرارت ہی ہوتا ہے۔ نشۂ دولت کا یہ اطوار کو جس آن چڑھا سر پہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا۔ والی بات بنجاتی ہے کیا معنی سچے اور حقیقی لوگ تو اُن کی عملی حالتوں کا نقشہ کھینچکر اُن کے سامنے رکھکر اُن کو سراپا غرق عرق اور ندامت اور شرمندگی میں غرق کردیتے ہیں انہوں نے حلوا مانڈا تھوڑا ہی کھانا ہوتا ہے یا پیسے روپے چندہ کسی سے لینے کی امید ہوتی ہے وہ تو محض خدا کے لئے کام کرتے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید بھی رکھتے ہیں اور یہ حضرت پہلے ہی تاڑ جاتے ہیں کہ اس گاؤں یا شہر میں فلاں فرقہ کا زور ہے بس پھر کیا تھا انہی کے معتقدات اور مسلمات کی لگی تائید ہونے اور ان کے مخالف گروہ پر صراحتاً اور کنایتاً چوٹیں پڑتی ہیں۔ اور ایسے نکمے اور مفت خوروں دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور اگر روک تھام نہ ہوئی تو سب بیکار اور بے روزگار اسی گروہ میں بھرتی ہوکر غریب لوگوں پر بوجھ اور وبالِ جان ہو جائیں گے۔ محنتی اور مشقتی لوگ تو کام کرکے مرجاتے ہیں اور یہ حضرت مفت دو چار باتیں خوشامد کی کرکے ان کی کمائی سے اپنے سارے معاملات اور ضروریات پورے کر رہے ہیں۔ مجھے ایک تجویز سوجھی ہے اگر ہمدردانِ قوم بھی کان دھریں اور اس کو ایک معقول نہ خیال فرمادیں کہ ایسے نکمے اور بیکار لوگوں کو جمع کرکے یا تو افریقہ وغیرہ میں روانہ کردیں یا کوئی کارخانہ صنعت وحرفت کا جاری کرکے ان سب کو کام میں مصروف پھر بھی اگر فرصت نکال کر اپنے خیالات سے سچ مچ لوگوں کو فائدہ ہی پہنچانا چاہیں تو اخباروں کی نامہ نگاری اور کارسپانڈنٹی اختیار کرکے ہزارہا انسانوں سے تبادلہ خیالات کرکے فائدہ دے بھی سکتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں جب تک اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سنوارنے اور سدھارنے کی کوشش نہ کرینگے اور خود اپنے تئیں ایک عملی نمونہ بنکر لوگوں کے سامنے پیش نہ کرینگے محض دھوکہ کی ٹٹی اور دغا کی جنس ہوگی جس کو سوائے ذلت اور حقارت اور نفرین اور لعنت کے کچھ نصیب نہ ہوگا اگرچہ چند روز مزے اُڑا بھی لیویں مگر دنیا روزے چند آخر کار با خداوند ست

ما درون را بنگریم وحال را
ما برون را ننگریم و قال را

اللہ تعالےٰ علیمٌ بذات الصدور ہے اس کے سامنے کہاں تک کوئی چالاکی سے کام لیگا آخر اصلیت پر فیصلہ ہوگا اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دیوے کہ ہم محنت مشقت کرکے اپنا اور اپنے لواحقین کا پیٹ پالیں بلکہ دوسرے لوگوں کی بھی مدد امداد کرسکیں اور ہماری عبادت خالص محض خدا کے لئے ہو ریا اور دکھلاوے اور زید عمرو کی رضامندی کے خیال سے پاک ہو ہمارا وجود عبادت خدا اور خدمت خلق اللہ میں ہمہ وقت لگا رہے۔ آمین ثم آمین۔

گلاب الدین رہتاسی مدرس
گرل سکول رہتاس

دماغی قابلیت کا مقابلہ

ایک اخبار نے اس بات پر طبع آزمائی کی ہے کہ مسلمان علوم ریاضی اور سائنس کا اعلےٰ ملکہ نہیں رکھتے اور اس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ وہ ذہانت کی بلندیوں میں وہ قطعی محروم ہیں۔ اس کے جواب میں ایک بنگالی نے یاد دلایا کہ اگر تحریر اقلیدس (جیامیٹری) کے موجد یونانی لوگ خیال کئے جاتے ہیں تو یاد رہے کہ الجبرہ (جبر و مقابلہ) کے موجد مسلمان تھے اور ریاضی کے علوم میں جو فائدہ حاصل ہے وہ تحریر اقلیدس سے بہت افضل اور زیادہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس بنگالی کی بے تعصبی واقعی قابلِ تعریف ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اگر مسلمان علوم آرٹس کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتے تو اس سے یہ مطلب نہ ہوگا کہ وہ لوگ کتابی علوم کی قابلیت سے محروم ہیں تعجب ہے لوگ آنکھوں سے کام نہیں لیتے اور بقول شخصے دن کے اندھے بنتے اور سفید جھوٹ بولتے ہوئے مطلق نہیں شرماتے

کیا دنیا میں کوئی ایسا علم وفن ہے کہ جس کا سب سے اعلےٰ درجہ کا امام مسلمان نہ ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ کسی فرصت کے وقت ناظرینِ الحکم کو اچھی طرح اس خاص مضمون کے متعلق سیر کرائی جائیگی یا ناظرینِ الحکم میں سے کوئی مستعد اور باغیرت قلم اٹھائیں اور دریا بہادیں

یہ جو کچھ ذیل میں ہے تو ہم کو اب
کلامِ اکبر مرحوم ہی سب

سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روزانہ تفسیر و حدیث کا درس دیا کرتے تھے لیکن ہفتہ میں ایکدن شعر و شاعری کا بھی چرچا ضرور رہا کرتا تھا۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے حمضوا مجالسکم۔ الحکم نے اکثر اپنے آپکو شعر و شاعری کے شوق میں حد سے آگے نہیں بڑھنے دیا لیکن نہ شعر و شاعری کا دشمن یا مخالف بھی کبھی نہیں رہا اور کیسے ہو سکتا تھا شاعری یا نظم کو رد کیا تھا ایک خاص تعلق ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اشعار سنے ہیں حضرت حسان بن ثابت کیلئے منبر رکھا گیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاید کوئی کتاب ہو جو نظم سے خالی ہو ورنہ تقریبًا تمام تصانیف میں نظم کی چاشنی موجود ہے پس اگر اس ہفتہ کے الحکم میں ایک دو صفحہ یا ایک ورق نظم کی نظر کیا جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اور یقین ہے کہ ناظرین الحکم کبیدہ خاطر نہ ہونگے نظم بھی جو درج کیجاتی ہے چند خصوصیتیں رکھتی ہے مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ہے یہ ڈیڑھ سال کی لکھی ہوئی ہے دسمبر ۱۹۰۸ء کے سالانہ جلسہ میں اسکا اکثر حصہ مسیح موعود کو سنایا گیا تھا اسوقت تک مسودات میں پڑی رہی اور کسی اخبار یا رسالہ میں شایع نہیں ہوئی ایک ایسے شخص کی لکھی ہوئی ہے جسکو آجکل شاعر کہدینا گالی دینے کے برابر ہے۔ اور وہ ہرگز روا نہیں کہ اسکو شاعر کہا جائے یا شاعروں میں اسکا شمار کیا جائے۔ در حقیقت اسکو آجکل شاعری سے ایسا بے تعلق ہے کہ اسکو شاعر کیساتھ منسوب کرنا ایک ظلم ہے یہ نظم اس شاعر مرحوم کی آخری نظم ہے جو آجکل اکبر شاہ خان نجیب آبادی کے نام سے ناظرین الحکم کا روشناس اور دار الامان قادیان میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کے حلقہ تلامذہ و زمرہ غلاماں میں داخل اور اپنے آقا کے دریائے فیض و توجہ سے سچے موتی جمع کرنیکے کام میں مصروف ہے اکبر مرحوم کی یہ آخری نظم جو اس نے معدن میں لکھی تھی ڈھائی سو اشعار کا ذخیرہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے ہے لیکن سب کا درج اخبار ہونا تو شاید موجب ملالِ خاطرِ ناظرین ہو اسلئے اسکا کچھ حصہ نذرِ ناظرین کیا جاتا ہے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے عاشقوں کو چاہئے کہ اپنے کلیجہ تھام کر اور دلوں کو سنبھال کر اس نظم کو پڑھیں کیونکہ اسکے مطالعہ سے اونکے پیارے محبوب کا دربار اونکی آنکھوں میں پھرنے لگے گا

(یہ ایک ترکیب بند تھا جسمیں سے مختلف موقعوں سے اشعار لیلئے گئے تھے اگر کہیں تسلسل مضامین میں تعقید نظر آئے تو اوسکو انتخاب کا نقص سمجھنا چاہیئے) وھو ھٰذا۔

الٰہی حمد کا تیری ادا ہونا کب آساں ہے :: کہ تیری معرفت کی سعی جب عاجز عقلِ انساں ہے

تو خالق اور یہ مخلوق تو معبود یہ بندہ :: اہلے شکر نعمت جو کہاں تک انساں ہے

بتا دیتا ہے پتا تیری خالقیت کا :: ثنا خواں تیرا ہر ایک ذرہ ریگبیاباں ہے

کہیں ذرہ کو اختری ہی دی ہے تو نے تابانی :: درخشاں جس سے تیرے کہیں لعل بدخشاں ہے

سمندر میں ترے کن کاری ہیں مچھلیاں ساری :: سمندر آگ کے اندر برابر دم ثنا خواں ہے

عطا کی دلفریبی تو نے کیا کیا غنچہ و گل کو :: تری تعریف میں ہر صبح بلبل زمزمہ خواں ہے

کھڑے ہیں باغ میں سرو و صنوبر بیخود و ششدر :: تری قدرت کے جلوے دیکھکر نرگس بھی حیران ہے

کلام پاک کی تیرے ادا ہو کیا صفت مجھ سے :: مسیحائے زماں یوں اسکی نسبت نغمہ خواں ہے

جمالِ حسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

وہ پیغمبر جو دنیا میں یہ قرآن لیکر آیا ہے :: وہ پیغمبر کہ جس کی شان میں یاسین و طہٰ ہے

محمد نام ہے اوسکا وہ ممدوح خلائق ہے :: ہے افضل تر سبھوں میں وہی سب سے اعلیٰ ہے

کسی نے اسکا ہمپایہ زمانہ میں نہیں پایا :: غلامی سے اسی کی فیض پایا جسنے پایا ہے

ملے گر خاک پا اوسکی تو سرمہ کی جگہ اوس کو :: لگاؤں اپنی آنکھوں میں یہی دل کی تمنا ہے

خبر دی تھی محمد نے اسی مہدی و عیسیٰ کی :: امام وقت جو اسوقت ہم میں جلوہ فرما ہے

یہی ہے مہدیٔ آخر زماں و رہبرِ کامل
اسی کی خدمت والا میں ہے اب عرض بدرد دل

جہاں میں ہنسی بار یتعالیٰ کا نشاں تو ہے :: ہے عالی مرتبہ تیرا مسیحائے زماں تو ہے

اگر ایماں ہے اک گل تو بشک تو ہے بوئے گل :: اگر اسلام گلشن ہے تو اوسکا باغباں تو ہے

شب دیجور گمراہی بنا ہے تیرا ہر دشمن :: ہدایت آسماں ہے اور مہر آسماں تو ہے

یہ گردش گر نہیں اپنی دکھاتا ہے تو دکھلائے :: نہیں ہے فکر کچھ ہمکو ہمارے درمیاں تو ہے

بہت ناز ہے تیری ذات پر تیرے غلاموں کو :: کہ ابر رحمت ہو ہر ایک پر مہرباں تو ہے

ہر اک کے درد کا قصہ تو دلسوزی سے سنتا ہے :: رفیق عاجزاں تو ہے انیس بیکساں تو ہے

مرے دل میں مری آنکھوں میں اور میرے تصور میں :: جہاں دیکھے کوئی آکر وہیں آجاؤ جاں تو ہے

وہ ہمت ہے جو دولت ہی کو سمجھے موجب راحت :: مری راحت کا ساماں تو بس اے جانِ جہاں تو ہے

بلا سے ہو اگر دشمن ہوا ہے اک جہاں میرا :: کسیکی مجھکو کیا پروا جو مجھپر مہرباں تو ہے

مسیحائے زماں مجھسے ہو کیا رتبہ بیاں تیرا :: کہ خود مداح ہے جب وہ خدائے دو جہاں تیرا

مری آنکھوں نے کوئی باغ میں جاکر اگر دیکھے :: تو ہے لکھا ہوا ہر برگ گل پر داستاں تیرا

مرے کانوں سے کوئی گر سنے جاکر گلستاں میں :: تو ہے مداح ہر اک عندلیب نغمہ خواں تیرا